ماہنامہ جہدِ حق

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

HRCP

جلدنمبر28 ...... شمارہ نمبر8...... اگست2021

Monthly JEHD-E-HAQ - August 2021 - Registered No. CPL-13 (قیمت10روپے)

منظّم ریاستی تشددِ انسانیت کے خلاف جرم ہے

☆انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے واقعات کی رپورٹ

1-وقوعہ کیا تھا:			
2-وقوعہ کب ہوا؟	سال	مہینہ	تاریخ
3-وقوعہ کہاں ہوا؟	گاؤں	محلّہ	
	ڈاک خانہ	تحصیل وضلع	
4- کیا وقوعہ کا مقامی رسم ورواج سے تعلق ہے	ہاں	نہیں	
5-وقوعہ کیسے ہوا؟ (مختصر تفصیل)			
6-وقوعہ کا ماضی کے کسی دوسرے واقعہ سے تعلق اور اس کی مختصر تفصیل			
7-وقوعہ کا شکار ہونے والے کے کوائف	نام	ولد/زوجہ	پیشہ

8-وقوعہ سے متاثر ہونے والے کے معاشی/سماجی حیثیت	بچہ/بچی	عورت/مرد	غریب/ان پڑھ	بوڑھا/بوڑھی	بیمار
	مخالف سیاسی کارکن	سماجی کارکن	اقلیتی فرقے کا رکن	دیگر (تخصیص کریں)	

9-وقوعہ میں ملوث اشخاص کے کوائف:	نام	ولدیت/زوجیت	عہدہ	پیشہ
	-1			
	-2			
	-3			

10-وقوعہ کے ذمہ دار فرد/افراد کی معاشی/سماجی حیثیت	بڑا جاگیردار/زمیندار/بہت امیر آدمی	متوسط طبقے سے/غریب آدمی	بااثر صلاحیت/سیاسی اثر ورسوخ

11-وقوعہ کی پشت پناہی کرنے والے عناصر کے کوائف	نام اور ولدیت	عہدہ	پیشہ	پارٹی/ادارہ
	-1			
	-2			
	-3			

12-وقوعہ سے متعلقہ فریقین گواہان وغیر جانبدار افراد کے کوائف وموقف

وقوعہ سے تعلق	نام اور ولدیت	وقوعہ سے متاثر ہونے والے کے ساتھ تعلق/رشتہ داری	عہدہ	موقف
واقعہ سے متاثر				
واقعہ کا ذمہ دار				
چشم دید گواہ				
غیر جانبدار/پڑوسی				

13-اس قسم کے واقعات علاقہ میں کس قدر ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں	بہت زیادہ	اکثر اوقات	کبھی کبھار	کبھی نہیں
14-اس قسم کے واقعات اندازاً کتنی تعداد میں ہوتے ہیں	روزانہ	ماہانہ	سالانہ	
15-وقوعہ کے بارے میں HRCP نامہ نگار/اس کے ساتھ چھان بین کرنے والے/والوں کی رائے				

رپورٹ بھیجنے والے کے کوائف:	نام	پتہ: گاؤں/محلّہ	شہر/ضلع

انسانی حقوق کے عالمی منشور کی کس شق کی خلاف ورزی ہوئی؟

دستخط: ....

تاریخ: ....

نوٹ: اگر تفصیلات فارم پر نہ آسکیں تو نمبر لکھ کر سادے کاغذ پر تفصیل درج کریں

☆تمام ساتھی جو انسانی حقوق کے حوالے سے رپورٹیں بھیجتے ہیں آئندہ اس فارم کی فوٹو کاپی پر کوائف پُر کر کے بھیجیں

فہرست

پریس ریلیزیں 03

ایذارسانی اور دیگر ظالمانہ، غیر انسانی
یا ذلت آمیز سلوک یا سزا کے خلاف میثاق 05

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کا بلوچستان
کے لاپتہ افراد کی عدم بازیابی پر تشویش کا اظہار 11

ہم گناہ گار عورتیں! 12

خاموش رہیں اندر لڑکی قتل ہو رہی ہے 13

خواتین اراکین اسمبلی کی پیش قدمی پر ایک نظر 14

جمہوریت میں بجٹ سازی کی اہمیت 16

زنجیروں میں جکڑے ذہنی مریضوں کی حالتِ زار 17

توہینِ مذہب کے الزام میں اڑھائی سال
قید رہنے والی خاتون کی رہائی کا حکم 18

ایچ آر سی پی ایذا رسانی کو جرم قرار دینے سے متعلق بل کا خیر مقدم کرتا ہے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) ایذارسانی اور زیرِ حراست موت (روک تھام اور سزا) سے متعلق بل کی منظوری کا خیر مقدم کرتا ہے۔ یہ بل سینیٹ میں رُکن سینیٹ شیری رحمن نے پیش کیا اور وزیر انسانی حقوق شیریں مزاری نے اس کی حمایت کی۔

اس بات کے پیشِ نظر کہ پاکستان نے 2010ء میں ایذارسانی کے خلاف معاہدے کی توثیق کی تھی اور یہ بل ایک طویل عرصے سے زیرِ التوا تھا، اس بل کی منظوری اس مروجہ سرگرمی کو جرم قرار دینے کی جانب ایک اہم قدم ہے۔ اصولی طور پر، ایذارسانی کے خلاف قانون کو ضابطہ تعزیراتِ پاکستان کا حصہ بنایا جانا چاہئے تھا۔ اس کے باوجود، یہ بات قابلِ غور ہے کہ اس بل میں ایذارسانی کی جامع تعریف کی گئی ہے، اس میں حراستی جنسی تشدد کو حراستی تشدد کے دائرے میں شامل کیا گیا ہے، اور یہ قومی کمیشن برائے انسانی حقوق کو ضروری بنیادی ڈھانچہ تشکیل دیے جانے کے بعد ایذارسانی کے واقعات کی تحقیقات کا اختیار دیتا ہے۔

تاہم، ایچ آر سی پی کو اس بات پر تشویش ہے کہ ایذارسانی سے متعلق جرائم کی شکایات کی تحقیقات کا بنیادی اختیار وفاقی تحقیقاتی ایجنسی (ایف آئی اے) کو دیا گیا ہے۔ شواہد ظاہر کرتے ہیں کہ ایف آئی اے خود ایذارسانی کی کارروائیوں میں ملوث رہا ہے اور اس کے موجودہ ڈھانچے میں اصلاح کی جانی چاہئے تاکہ یقینی بنایا جاسکے کہ یہ دیگر ریاستی ایجنسیوں کی ملی بھگت سے ایذارسانی کے استعمال کو فوجداری تحقیقات کے آلے کے طور پر استعمال نہ کرے۔

ایذارسانی کو سیاسی اختلاف رائے رکھنے والوں کو دھمکانے کے لئے استعمال کرنے کے حوالے سے پاکستان کی طویل تاریخ کو دیکھتے ہوئے، انسانی حقوق کے دفاع کاروں، صحافیوں اور ریاست کو سزا سے استثنا کے خاتمے کی غرض سے کی گئیں آئینی اصلاحات کے ذریعے، ایک ایسے کلچر کے خاتمے کا عہد کرنا چاہئے جو فوجداری نظامِ انصاف میں ایذارسانی کی حمایت کرتا ہے۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 13 جولائی 2021]

اے جے کے انتخابات کے دوران تشدد کے واقعات تشویش کا باعث ہیں: ایچ آر سی پی

ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان (ایچ آر سی پی) کو 25 جولائی کو آزاد جموں وکشمیر (اے جے کے) میں ہونے والے انتخابات کے دوران پی ٹی آئی کے دو کارکنان کی ہلاکت پر شدید تشویش ہے۔ سامنے آنے والی اطلاعات کے مطابق، پی پی پی کا ایک رکن بھی قتل ہوا جب کوٹلی میں پی ٹی آئی کے کارکنان نے مبینہ طور پر پی پی پی کے ایک امیدوار کی گاڑی پر فائرنگ کی۔ آزاد مبصرین کی ابتدائی اطلاعات کے مطابق، کم از کم آٹھ اور ایسے واقعات سامنے آئے ہیں جن میں مخالف ساسی گروہوں نے ایک دوسرے کو تشدد کا نشانہ بنایا جس کے نتیجے میں کئی سیاسی کارکنان اور پولیس اہلکار زخمی ہوئے۔ ایک واقعے میں، وادیِ جہلم کے حلقہ ایل اے 32 میں ڈھل چا کھیا پولنگ سٹیشن پر جماعتِ اسلامی کے کارکنان نے لاٹھیوں کے وار کر کے پانچ پولیس اہلکاروں کو زخمی کیا۔

باغ میں پیش آنے والے کم از کم ایک واقعے میں، اطلاعات کے مطابق، پی ٹی آئی کے امیدوار تنویر الیاس سے وابستہ افراد نے ووٹروں میں رقم تقسیم کر کے انہیں اپنے امیدوار کے حق میں ووٹ ڈالنے کے لیے قائل کرنے کی کوشش کی۔ الیکشن کمیشن کو پی پی پی کے ان الزامات کی تحقیقات بھی کرنی چاہیے کہ انتخابی عمل پر اثر انداز ہونے

کے لیے طاقت کا استعمال کیا گیا جس میں ایل اے 30 کے لیے ان کے پولنگ ایجنٹ کی پولنگ سے پہلے گرفتاری بھی شامل ہے، اور یہ اطلاعات بھی کہ ایل اے 18 میں منڈل بازار پولنگ اسٹیشن پر پی ٹی آئی کے کارکنوں نے پولنگ اسٹیشن اور مہر شدہ بیلٹ پیپرز 'چھین' کر اپنے قبضے میں کر لیے تھے۔

ایچ آر سی پی کا مطالبہ ہے کہ انتخابات کے موقع پر ہونے والے تشدد اور دھاندلی کے تمام واقعات کی فوری الفور شفاف تحقیقات کی جائے۔ آزاد مبصرین کی یہ اطلاع بھی تشویش کا سبب ہے کہ انہیں کالعدم تحریکِ لبیک پاکستان کے پولنگ کیمپ نظر آئے تھے۔ ہم حکومت سے یہ مطالبہ بھی کرتے ہیں کہ اے جے کے میں تمام عورتوں کو کمپیوٹرائزڈ قومی شناختی کارڈ جاری کیے جائیں تاکہ انتخابی فہرستوں میں ان کی تعداد بڑھے اور یوں انتخابات میں ان کی زیادہ سے زیادہ شمولیت یقینی بن سکے۔

[پریس ریلیز۔لاہور۔26 جولائی 2021]

حکومت ایذارسانی کو جرم قرار دے: ایچ آر سی پی، جے پی پی

14 سالہ محمد عاصم اور شاہ زیب 17 دیگر افراد کے ہمراہ حال ہی دورانِ حراست پولیس کے تشدد کا نشانہ بن کر اپنی زندگیوں سے محروم ہوئے ہیں۔ پاکستان جی ایس پی پلس اسکیم اور انسانی حقوق کے دیگر عالمی معاہدات کے تحت ایذارسانی کو جرم قرار دینے کا فریضہ نبھانے میں ابھی تک ناکام ہے۔

پاکستان نے ایذارسانی، اور دیگر ظالمانہ، غیرانسانی یا ذلت آمیز سلوک یا سزا (کیٹ) اور شہری وسیاسی حقوق کے عالمی معاہدے (آئی سی سی پی آر) پر دستخط کر رکھے ہیں۔ پاکستان ایذارسانی کی روک تھام اور سزا کو یقینی بنانے کے لیے تمام اقدامات کرنے کا پابند ہے۔ ان معاہدات کے تحت، ریاستیں متاثرین کی مناسب دادرسی کرنے کی بھی پابند ہیں۔

ایذارسانی کو جرم قرار دینے میں ناکامی کی وجہ سے بچوں، عورتوں اور پس ماندہ طبقوں کے افراد کی زندگیاں خطرات میں گھری ہوئی ہیں۔ ایذارسانی نے فوجداری نظام انصاف کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے، غیرمنصفانہ سزاؤں کا سبب بنا رہا ہے، اور اس کی بدولت قانون کے نفاذ کے نظام اور شہریوں کے مابین اعتماد کا رشتہ ٹوٹ گیا ہے۔

جسٹس پراجیکٹ پاکستان نے 26 جون 2020 سے لے کر اب تک دوران حراست 17 ہلاکتیں قلم بند کی ہیں۔ یہ صرف وہ واقعات ہیں جو ذرائع ابلاغ کے ذریعے عوام تک پہنچ پاتے ہیں۔ کئی دیگر واقعات اب بھی رپورٹ نہیں ہو پاتے۔

پارلیمان کو آئین کے آرٹیکل 14 (2) کی پاسداری کرتے ہوئے اپنے اُن شہریوں کے حقوق کی حفاظت کی ذمہ داری نبھانی ہوگی جو اُسے منتخب کرتے ہیں۔

ایذارسانی کی تعریف وضع کرنے اور اسے جرم قرار دینے کے لیے ضروری قانونی ڈھانچے کی عدم موجودگی میں، ایچ آر سی پی کو مختلف ریاستی ایجنسیوں، بشمول فوجی و سویلین، کی طرف سے شہریوں کو مختلف طریقوں سے اذیت دینے کے رجحان پر شدید تشویش ہے۔ پولیس کی حراست اور جیلوں میں ایذارسانی کے واقعات کے علاوہ، ماورائے عدالت ہلاکتوں، جبری گمشدگیوں، غیرت کے نام پر قتل، مذہبی اقلیتوں پر مظالم، فرقہ ورانہ حملوں اور گھریلو تشدد کے واقعات میں بھی کوئی کمی نہیں آئی۔ علاوہ ازیں، ایچ آر سی پی کو اس بات پر تشویش ہے کہ حکومت کی جانب سے قومی کمیشن برائے انسانی حقوق، اور قومی کمیشن برائے حقوق نسواں کے ذریعے ایذارسانی کے خلاف حفاظتی اقدامات حالیہ سالوں میں غیرفعال رہے ہیں۔

آیئے ہم ایذارسانی کے متاثرین کی حمایت کے عالمی دن، جو ہر سال 26 جون کو منایا جاتا ہے، کے موقع پر سزا سے استثنا کے کلچر کے خاتمے اور اس غیرانسانی سرگرمی کو جرم قرار دینے کے لیے جامع قانون سازی کا عہد کریں۔ ایذارسانی مجرمانہ سرگرمی ہے۔ اسے جرم قرار دیا جائے۔

جسٹس پراجیکٹ کی ایگزیکٹو ڈائریکٹر سارہ بلال کا کہنا ہے: اس ہفتے وفاقی تحقیقاتی ایجنسی (ایف آئی اے) کی حراست میں ایک شخص کی پھندہ لگی نعش ملی۔ زیادہ تر دوران حراست اموات ایذارسانی کی وجہ سے ہوتی ہیں جو نہ صرف فوجداری نظام انصاف کو تباہ کر دیتی ہے بلکہ تشدد کے سلسلے کو بھی دوام بخشتی ہے۔ یہ اکثر ناجائز قید اور سزائے موت کا سبب بھی بنتی ہے۔ جب تک ایذارسانی کو جرم قرار نہیں دیا جاتا، فرد کی زندگی اور وقار کا حق جو ہر شہری کو ان کی لسانی شناخت، صنف، یا سماجی حیثیت سے قطع نظر فراہم کیا جانا چاہیے، پامال ہوتا رہے گا۔

ایچ آر سی پی کے سیکرٹری جنرل حارث خلیق کا کہنا ہے: حکومت کو فوری طور پر ان عالمی اصولوں کے حوالے سے آگہی پیدا کرنا ہوگی جو ہر قسم کے حالات میں ایذارسانی کی ممانعت کرتے ہیں۔ مزید برآں، مجرموں کو جوابدہ ٹھہرانے کے علاوہ، متاثرین کی دادرسی کا بندوبست بھی ہونا چاہیے۔

[پریس ریلیز۔لاہور۔26 جون 2021]

ایذا رسانی اور دیگر ظالمانہ، غیر انسانی یا ذِلت آمیز سلوک یا سزا کے خلاف میثاق

اس میثاق کی فریق ریاستوں نے یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ اصول جن کا اقوام متحدہ کے منشور میں اعلان کیا گیا ہے، ان کی مطابقت میں تمام انسانوں کے مساوی اور نا قابل انتقال حقوق کو تسلیم کرنا ہی، آزادی، انصاف، اور دنیا میں امن کی بنیاد ہے، یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ وہ حقوق انسان کے پیدائشی وقار سے اخذ کیے گئے ہیں، انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کو عالمی سطح پر فروغ دینے اور ان کی بجا آوری کے لیے اس منشور بالخصوص دفعہ 55 کے تحت ریاستوں کی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے، انسانی حقوق کے عالمی اعلامیے کی شق 5 اور شہری اور سیاسی حقوق کے بین الاقوامی میثاق کی شق 7، جن میں یہ کہا گیا ہے کہ کسی بھی فرد کو ایذا رسانی یا ظالمانہ یا غیر انسانی یا ذلت آمیز سلوک کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا۔

غیر انسانی، ظالمانہ، توہین آمیز سلوک و سزا پر مکمل پابندی لگانے کے لیے اقوامِ متحدہ کا بین الاقوامی عہد نامہ (کنونشن) 10 دسمبر 1984 کو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے متفقہ طور پر منظور کیا۔ دفعہ 27 (1) کی رُو سے 26 جون 1987 کو اس کا اطلاق ہوا تھا۔

اس میثاق کی فریق ریاستوں نے یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ اصول جن کا اقوامِ متحدہ کے منشور میں اعلان کیا گیا ہے، ان کی مطابقت میں تمام انسانوں کے مساوی اور نا قابلِ انتقال حقوق کو تسلیم کرنا ہی، آزادی، انصاف، اور دنیا میں امن کی بنیاد ہے، یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ وہ حقوق انسان کے پیدائشی وقار سے اخذ کیے گئے ہیں، انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کو عالمی سطح پر فروغ دینے اور ان کی بجا آوری کے لیے اس منشور بالخصوص دفعہ 55 کے تحت ریاستوں کی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے، انسانی حقوق کے عالمی اعلامیے کی شق 5 اور شہری اور سیاسی حقوق کے بین الاقوامی میثاق کی شق 7، جن میں یہ کہا گیا ہے کہ کسی بھی فرد کو ایذا رسانی یا ظالمانہ یا غیر انسانی یا ذلت آمیز سلوک کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا، کے حوالے سے، تمام افراد کو ایذا رسانی اور دیگر ظالمانہ، غیر انسانی یا ذلت آمیز سلوک یا سزا سے تحفظ کے اعلامیے، جس کی منظوری جنرل اسمبلی نے 9 دسمبر 1975 کو دی تھی، کے حوالے سے بھی دنیا بھر میں ایذا رسانی اور دیگر ظالمانہ غیر انسانی یا ذلت آمیز سلوک یا سزا کے خلاف جدوجہد کو اور زیادہ مؤثر بناتے ہوئے،

مندرجہ ذیل باتوں پر اتفاق کیا ہے:

حصہ اول

شق 1

1- ایذا رسانی سے مراد، مخصوص مقاصد کے حصول کے لیے، ہر ایسا اقدام، جس کے ذریعے کسی شخص کو ذہنی یا جسمانی طور پر شدید درد یا تکلیف میں مبتلا کیا جائے تا کہ اس سے یا کسی دوسرے شخص سے معلومات حاصل کی جا سکیں، یا اعتراف پر مجبور کیا جا سکے، یا کسی ایسے کام کی سزا دینا مطلوب ہو جو اس نے یا کسی دوسرے شخص نے کیا ہو یا جس کے کرنے کا اس پر یا کسی دوسرے شخص پر شک کیا جا رہا ہو، یا اس کو یا کسی دوسرے شخص کو ڈرانا، دھمکانا، خوفزدہ کرنا یا مجبور کرنا، یا کسی شخص کے ایماء پر کسی بھی قسم کا امتیازی سلوک کرنا مقصود ہو۔ جبکہ ایسا درد یا تکلیف کسی سرکاری ملازم کے ذریعے، یا اس کے اکسانے پر یا اس کی اجازت اور رضامندی سے، یا ایسے اشخاص کے ذریعے پہنچائی جائے جو سرکاری حیثیت میں کام کر رہے ہوں۔

اس میں ایسا درد یا تکلیف شامل نہیں، جو پہلے سے موجود کسی وجہ سے رونما ہو یا قانونی طور پر جائز پابندیوں کے عائد ہونے سے اتفاقی طور پر پیدا ہو گیا ہو۔

2- یہ شق کسی بھی بین الاقوامی دستاویز یا قومی قانون سازی سے متصادم نہیں جو کہ وسیع اطلاق پر مبنی دفعات پر مشتمل ہو سکتی ہے۔

(نوٹ: کنونشن صرف ایسی ایذا رسانی کے بارے میں ہے جس کا ذمہ دار کوئی سرکاری اہلکار ہو، کیونکہ شہری کی شہری کے ساتھ زیادتی سے نمٹنے کے لیے عام قوانین موجود ہیں)

شق 2

1- ہر حکومت، اپنے زیر انتظام علاقوں میں، اذیت رسانی پر قابو پانے کیلئے، موثر قانونی، انتظامی اور دیگر اقدامات بروئے کار لائے گی۔

2- کوئی بھی غیر معمولی حالات، چاہے وہ جنگ کی حالت ہو یا جنگ کا خطرہ، اندرونی سیاسی عدم استحکام یا ہنگامی حالات، ایذا رسانی کے لیے معقول وجہ قرار نہیں پائیں گے۔

3- کسی بھی اعلیٰ اختیاراتی افسر یا پبلک اتھارٹی کی طرف سے صادر کیے گئے احکامات، ایذا رسانی کے لیے جواز قرار نہیں پائیں گے۔

شق 3

1- کوئی بھی فریق ریاست کسی شخص کو کسی ایسی ریاست کے حوالے نہیں کرے گی یا اسے واپس نہیں لوٹائے گی جہاں اس بات کے ٹھوس شواہد موجود ہوں کہ وہاں اسے ایذا رسانی کا نشانہ بنایا جائے گا،

2- اس بات کا تعین کرنے کے لیے کہ آیا ایسے شواہد موجود ہیں یا نہیں، ماہر حکام تمام متعلقہ امور، بشمول، جہاں مناسب ہو، متعلقہ ریاست میں انسانی حقوق کی مجموعی، سنگین اور بڑے پیمانے پر ہونے والی خلاف ورزیوں کا جائزہ لیں گے۔

شق 4

1- ہر حکومت، ایذا رسانی کو فوجداری قانون کے تحت ایک جرم قرار دے گی۔ یہ قانون، ان تمام افراد پر لاگو ہو گا جو ایذا رسانی کے مرتکب ہوتے ہیں یا اس کی کوشش کرتے ہیں۔

2- تمام حکومتیں، ان جرائم کو مناسب سزاؤں کے ذریعے جرم کی سنگینی اور شدت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، قابلِ تعزیر بنائیں گی۔

شق 5

(1) ہر فریق ریاست ایسے اقدامات کرے گی جو کہ درج ذیل صورتوں میں ان جرائم کے حوالے سے اس کی عملداری قائم کرنے کے لیے ضروری ہو سکتے ہیں جن کا حوالہ شق 4 میں دیا گیا ہے۔

(الف) جب جرائم کا ارتکاب اس کے دائرہ اختیار میں آنے والے علاقے یا اس ریاست میں اندراج شدہ بحری جہاز یا ہوائی جہاز میں کیا جائے۔

(ب) جب مبینہ مجرم اس ریاست کا شہری ہو

(2) ہر فریق ریاست ایسے اقدامات کرے گی جو کہ ان صورتوں میں ایسے جرائم کے حوالے سے اس کی عملداری قائم کرنے کے لیے ضروری ہوں، جہاں مبینہ مجرم اس کے دائرہ اختیار میں آنے والے علاقے میں موجود ہو اور یہ شق 8 کی مطابقت میں اسے ایسی کسی بھی ریاست کے حوالے نہ کرے جن کا

ذکر اس شق کے پیرا گراف نمبر 1 میں کیا گیا ہے۔

(3) یہ میثاق جرائم سے متعلق ایسی کسی بھی عمل داری کو خارج نہیں کرتا جس کا اطلاق واقعی قانون کی مطابقت میں کیا گیا ہو۔

شق 6

دستیاب معلومات کا جائزہ لینے کے بعد مطمئن ہو جانے کی صورت میں اگر ضرورت پڑے تو کوئی بھی ریاست جس کے علاقے میں مبینہ طور پر ایسے جرم کا ارتکاب کرنے والا شخص موجود ہو جس کا حوالہ شق 4 میں دیا گیا ہے، اسے حراست میں لے گی یا پھر اس کی موجودگی کو یقینی بنانے کے لیے دیگر قانونی اقدامات کرے گی۔ حراست اور دیگر قانونی اقدامات وہ ہوں گے جن کی ضمانت اس ریاست کے قانون میں دی گئی ہو لیکن انہیں صرف اتنی مدت تک جاری رکھا جا سکتا ہے جو کہ کسی بھی فوجداری یا مجرم کی سپردگی سے متعلق قانونی کارروائی کے عمل میں لانے کے لیے ضروری ہو۔

2- ایسی ریاست فوری طور پر حقائق کی ابتدائی تحقیقات کرے گی۔

3- کسی بھی زیر حراست شخص کو اس شق کے پیرا گراف نمبر 1 کی مطابقت میں ریاست، جس کا وہ شہری ہو، کے قریب ترین موزوں نمائندے سے رابطہ کرنے میں اور اگر وہ کسی بھی ریاست کا باشندہ نہ ہو تو اسے اس ریاست کے نمائندے سے رابطہ کرنے میں مدد فراہم کی جائے گی جہاں وہ رہائش پذیر ہو۔

4- جب کوئی ریاست، اس شق کی مطابقت میں، کسی شخص کو حراست میں لے، تو وہ فوری طور پر اس کی اطلاع ان ریاستوں جن کا حوالہ شق 5 کے پیرا گراف نمبر 1 میں دیا گیا ہے، کو یہ اطلاع دے گی کہ وہ شخص زیر حراست ہے اور ان حالات سے بھی آگاہ کرے گی جو کہ اس کو حراست میں رکھنے کا تقاضا کرتے ہوں۔ ابتدائی تحقیقات جس کا جائزہ اس شق کے پیرا گراف نمبر 2 میں لیا گیا ہے، کا انعقاد کرنے والی ریاست اپنے حقائق کے بارے میں فوری طور پر مذکورہ ریاستوں کو آگاہ کرے گی اور یہ واضح کرے گی کہ آیا یہ اپنے دائرہ اختیار کو عمل میں لانے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں۔

شق 7

1- وہ فریق ریاست جس کے علاقہ عملداری میں کسی شخص نے مبینہ طور پر کسی ایسے جرم کا ارتکاب کیا ہو جس کا حوالہ شق 4 میں دیا گیا ہے، اگر اس شخص کو اس کی متعلقہ ریاست کے حوالے نہیں کرتی، تو وہ اس معاملے کو استغاثہ کی کارکردگی کے لیے اپنے ماہر حکام کے حوالے کرے۔

2- یہ حکام اپنے فیصلے اسی انداز سے کریں گے جیسا کہ اس ریاست کے قانون کے تحت سنگین نوعیت کے عام جرم کی صورت میں کیے جاتے ہوں۔ وہ مقدمات جن کا حوالہ شق 5 کے پیرا گراف نمبر 2 میں دیا گیا ہے، ان میں سزایابی اور استغاثہ کی کارروائی کے لیے درکار معیار کسی بھی طرح سے ان معیار سے کم سخت نہیں ہوں گے جن کا اطلاق ان مقدمات پر ہوتا ہے جن کا حوالہ شق کے پیرا گراف نمبر 1 میں دیا گیا ہے۔

3- کوئی بھی شخص جس کے مقدمے کی کارروائی کا تعلق ایسے کسی بھی جرم سے ہو جس کا حوالہ شق نمبر 4 میں دیا گیا ہے، کو استغاثہ کی کارروائی کے تمام مراحل پر حسن سلوک کی ضمانت دی جائے گی۔

شق 8

1- وہ جرائم جن کا حوالہ شق 4 میں دیا گیا ہے، انہیں قابل سپردگی مجرمین کے طور پر سپردگی مجرمین کے ایسے کسی بھی معاہدے میں شامل سمجھا جائے گا جو کہ فریق ریاستوں کے مابین موجود ہو۔ فریقین ریاستیں ایسے جرائم کو قابل سپردگی مجرمین کے جرائم کے طور پر سپردگی مجرمین کے ہر اس معاہدے میں شامل کرنے کی حامی بھرتی ہیں جو ان کے درمیان طے پائے۔

2- کوئی بھی ریاست جو کہ سپردگی مجرمین کو کسی معاہدے کی موجودگی سے مشروط کرے، اس سے کوئی دوسری ریاست، جس کے ساتھ اس کا سپردگی مجرمین کا کوئی معاہدہ نہ ہوا ہو، سپردگی مجرمین، کی درخواست کرتی ہے، یہ ریاست ایسے جرائم کے حوالے سے سپردگی مجرمین کے لیے اس میثاق کو قانونی بنیاد تصور کرتی ہے۔ سپردگی مجرمین ان دیگر شرائط سے مشروط ہو گی جس کی ضمانت درخواست وصول کرنے والی ریاست کے قانون میں دی گئی ہو۔

3- وہ فریق ریاستیں جو کہ سپردگی مجرمین کو کسی معاہدے کی موجودگی سے مشروط نہیں کرتیں وہ ایسے جرائم اپنے مابین قابل سپردگی مجرمین کے جرائم کے طور پر تسلیم کریں گی جس کا دارومدار ان شرائط پر ہو گا جن کی ضمانت درخواست وصول کرنے والی ریاست کے قانون میں دی گئی ہو۔

4- ریاستوں کے مابین سپردگی مجرمین کے لیے ایسے جرائم کا احاطہ اس طرح سے کیا جائے گا کہ جیسے ان کا ارتکاب نہ صرف یہ کہ اس جگہ کیا گیا ہے جہاں وہ وقوع پذیر ہوئے ہوں بلکہ ان ریاستوں کے علاقوں میں بھی کیا گیا ہے جن کی یہ ذمہ داری تھی کہ وہ شق 5 کے پیرا گراف نمبر 1 کی مطابقت میں اپنی عملداری قائم کریں۔

شق 9

1- فریق ریاستیں ان جرائم سے متعلقہ فوجداری کارروائی کے حوالے سے ایک دوسرے کی ہر ممکنہ معاونت کریں گی جس میں مقدمے کی کارروائی کے لیے تمام ناگزیر شواہد کی فراہمی شامل ہے۔

2- فریق ریاستیں اپنے مابین موجود باہمی عدالتی معاونت کے معاہدے کی مطابقت میں اس شق کے پیرا گراف نمبر 1 کے تحت اپنی ذمہ داریوں کو پورا کریں گی۔

شق 10

1- ہر حکومت، اس امر کو یقینی بنائے گی کہ اذیت رسانی پر پابندی سے متعلق آگاہی اور تمام معلومات کو قانون نافذ کرنے والے افراد، سول یا ملٹری، میڈیکل عملہ، سرکاری اہلکار یا دیگر افراد کی تعلیم و تربیت میں شامل کیا جائے، جن کا ایسے شہریوں کی نظر بندی، پوچھ گچھ یا روزمرہ کا واسطہ ہے جو گرفتار یا نظر بند ہیں، یا قید بھگت رہے ہیں۔

2- ہر حکومت، ایذا رسانی پر عائد اس پابندی کو، ان قواعد و ضوابط اور ہدایات میں شامل کرے گی جو ان اہلکاروں کے فرائض اور ذمہ داریوں کے بیان میں جاری کی جاتی ہیں۔

شق 11

ہر فریق ریاست ایذا رسانی کے واقعات کی روک تھام کی غرض سے، اپنے دائرہ اختیار کے اندر کسی بھی علاقے میں کسی بھی قسم کی گرفتاری، حراست یا قید کا نشانہ بننے والے کسی بھی شخص کی نگرانی اور علاج کے لیے تفتیشی ضوابط، ہدایات، طرائق کار اور سرگرمیوں کا باقاعدگی سے جائزہ لے گی۔

شق 12

ہر فریق ریاست اس امر کو یقینی بنائے گی کہ اس کے ماہر حکام، جہاں کہیں بھی اس بات کے خاطر خواہ شواہد موجود ہوں کہ ریاست کے دائرہ اختیار کے ماتحت کسی بھی علاقے میں ایذا رسانی کا ارتکاب کیا گیا ہے، فوری اور غیر جانبدارانہ تحقیقات کا آغاز کریں گے۔

شق 13

ہر حکومت اس امر کو یقینی بنائے گی کہ کوئی بھی شہری، جو اس کے زیر کنٹرول علاقے میں اذیت رسانی کا شکار ہوتا ہے، اُس کو

کمیٹی کے اراکین کا انتخاب خفیہ رائے دہی کے ذریعے فریق ریاستوں کی جانب سے نامزد کردہ افراد کی فہرست میں سے کیا جائے گا۔فریق ریاست اپنے شہریوں میں سے کسی فرد کو نامزد کر سکتی ہے۔فریق ریاستیں ان افراد کی افادیت کو ذہن میں رکھیں گی جو کہ بین الاقوامی میثاق برائے شہری اور سیاسی حقوق کے تحت تشکیل کردہ انسانی حقوق کی کمیٹی کے رکن بھی ہوں اور جو ایذا رسانی کے خلاف کمیٹی کے لیے خدمات سرانجام دینے پر رضامند ہوں۔

اِس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ کسی بااختیار ادارے میں اس کی شکایت کرے اور وہ ادارہ، فوری طور پر اور غیر جانبداری کے ساتھ اس کی شکایت کا جائزہ لے۔اس امر کو یقینی بنانے کے لیے بھی اقدامات کیے جائیں گے کہ شکایت کنندہ اور گواہان کو دھمکیوں یا ظالمانہ سلوک کے خلاف ہر قسم کا تحفظ فراہم کیا جائے۔

شق 14

1- ہر حکومت اپنے قانونی نظام میں اس امر کو یقینی بنائے گی کہ اذیت کا شکار ہونے والے شہری کی شکایت کا ازالہ کیا جائے گا، اور یہ کہ اسے منصفانہ اور معقول معاوضہ حاصل کرنے کا پورا حق حاصل ہے۔ ایسا معاوضہ جو قابل نفاذ اور قابل عمل ہے، بشمول ممکنہ حد تک بحالی کے لیے مطلوبہ وسائل اور ذرائع، اذیت رسانی کی بنا پر موت واقع ہو جانے کی صورت میں، متاثرہ شہری کے لواحقین معاوضہ وصول کرنے کا حق رکھتے ہیں۔

2- اس شق کی کوئی ذیلی شق، متاثرہ شخص یا دیگر افراد کے معاوضہ حاصل کرنے کے اس حق پر اثر انداز نہیں ہو گی، جو ملکی قانون میں پہلے ہی موجود ہے۔

شق 15

ہر فریق ریاست اس امر کو یقینی بنائے گی کہ کسی بھی قانونی کارروائی میں ایذا رسانی کے نتیجے میں دیے گئے بیان کو شہادت کے طور پر قبول نہیں کیا جائے گا۔ماسوائے اس بیان کے جو ایذا رسانی کا ارتکاب کرنے والے ملزم کے خلاف شہادت کے طور پر دیا گیا تھا۔

دفعہ - 16

1- ہر حکومت، اپنے زیر کنٹرول علاقے میں، ظالمانہ، غیر انسانی یا توہین آمیز سلوک یا سزا کی دوسری کارروائیوں کو روکنے کی کوشش کرے گی، جو شق - 1 کی توضیح کی روشنی میں اذیت رسانی کے زمرے میں نہیں آتیں۔ خاص طور پر اس وقت، جب یہ کارروائیاں کسی سرکاری اہلکار کی شہہ پر یا رضامندی سے عمل میں لائی جائیں۔ایسی صورت میں شق نمبر 10-11-12 اور 13 میں درج ذمہ داریوں کو پورا کرنا لازمی ہوگا۔

2- یہ شق کسی دوسری بین الاقوامی دستاویز یا ملکی قانون میں درج شق سے متصادم تصور نہیں ہوگی، جس کا مقصد ظالمانہ، غیر انسانی یا توہین آمیز سلوک یا سزا پر پابندی عائد کرنا ہے۔

حصہ دوئم

شق- 17

1- ایذا رسانی کے خلاف ایک کمیٹی (آگے چل کر اس کا حوالہ کمیٹی کے طور پر دیا گیا ہے) تشکیل دی جائے گی جو آئندہ سونپے جانے والے فرائض انجام دے گی۔ کمیٹی اعلیٰ حیثیت کے حامل اور انسانی حقوق کے میدان میں تسلیم شدہ اہلیت رکھنے والے 10 ماہرین پر مشتمل ہو گی جو کہ اپنی ذاتی صلاحیت کے مطابق خدمات انجام دیں گے۔ فریق ریاستیں منصفانہ جغرافیائی تقسیم اور قانونی تجربہ رکھنے والے چند افراد کی شمولیت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ماہرین کا انتخاب کریں گی۔

2- کمیٹی کے اراکین کا انتخاب خفیہ رائے دہی کے ذریعے فریق ریاستوں کی جانب سے نامزد کردہ افراد کی فہرست میں سے کیا جائے گا۔فریق ریاست اپنے شہریوں میں سے کسی فرد کو نامزد کر سکتی ہے۔ فریق ریاستیں ان افراد کی افادیت کو ذہن میں رکھیں گی جو کہ بین الاقوامی میثاق برائے شہری اور سیاسی حقوق کے تحت تشکیل کردہ انسانی حقوق کی کمیٹی کے رکن بھی ہوں اور جو ایذا رسانی کے خلاف کمیٹی کے لیے خدمات سرانجام دینے پر رضامند ہوں۔

3- اراکین کمیٹی کے انتخابات کا انعقاد اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کی جانب سے ہر دو سال بعد منعقد کیے جانے والے فریق ریاستوں کے اجلاس کے موقع پر کیا جائے گا۔ان اجلاسوں کے موقع پر جس کے لیے دو تہائی فریق ریاستیں ایک کورم قائم کریں گی، کمیٹی کے لیے ان لوگوں کا انتخاب کیا جائے گا جنہیں سب سے زیادہ ووٹ حاصل ہوں گے اور جنہیں وہاں پر موجود فریق ریاستوں کے نمائندوں اور ووٹنگ میں حصہ لینے والوں کے ووٹوں کی مکمل اکثریت حاصل ہو۔

4- ابتدائی انتخابات اس میثاق کے قابل عمل ہونے کے بعد چھ ماہ کے اندر اندر منعقد کیے جائیں گے، ہر انتخاب کی تاریخ سے کم از کم 4 ماہ پہلے اقوام متحدہ کا سیکرٹری جنرل فریق ریاستوں سے خطاب کرے گا جس میں وہ انہیں تین ماہ سے پہلے اپنے نامزد کردہ افراد کے نام جمع کروانے کی دعوت دے گا۔سیکرٹری جنرل حروف تہجی کے مطابق نامزد کردہ افراد کی ایک فہرست تیار کرے گا اور ان فریق ریاستوں کی نشاندہی کرے گا جنہوں نے انہیں نامزد کیا ہو اور پھر یہ فہرست فریق ریاستوں کو جمع کروائے گا۔

5- کمیٹی کے اراکین کا انتخاب چار سال کی مدت کے لیے کیا جائے گا۔اگر انہیں دوبارہ نامزد کیا گیا تو وہ دوبارہ منتخب ہونے کے اہل ہوں گے۔تاہم پہلے انتخابات کے موقع پر منتخب ہونے والے اراکین کا عہدہ دو سال بعد ختم ہو جائے گا۔ پہلے انتخاب کے فوراً بعد ان پانچ اراکین کے ناموں کا انتخاب کمیٹی، جس کا ذکر اس آرٹیکل کے پیراگراف نمبر 3 میں کیا گیا ہے، کا چیئرمین کثرت رائے کے ذریعے کرے گا۔

6- اگر کمیٹی کا رکن انتقال کر جاتا ہے یا استعفیٰ دے دیتا ہے یا پھر کسی اور وجہ سے اپنے کمیٹی سے متعلقہ فرائض انجام نہیں دے سکتا تو اس کو نامزد کرنے والی فریق ریاست اپنی شہریوں میں سے کسی اور ماہر فرد کو نامزد کرے گی جو فریق ریاستوں کی اکثریت کی منظوری کے بعد بقیہ مدت پورے کرے گا، اگر اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کی جانب سے مجوزہ نامزدگی کے بارے مطلع کیے جانے کے چھ ہفتے بعد تک نصف یا نصف سے زائد فریق ریاستیں اس پر کوئی اعتراض نہ کریں تو مجوزہ نامزدگی کو منظور شدہ تصور کیا جائے گا۔

7- فریق ریاستیں کمیٹی کے فرائض کی انجام دہی کے دوران کمیٹی کے اراکین کے اخراجات کی ذمہ دار ہوں گی۔

شق- 18

1- کمیٹی اپنے اراکین کا انتخاب دو سال کے لیے کرے گی۔انہیں دوبارہ منتخب کیا جا سکتا ہے۔

2- کمیٹی اپنے طریق کار کے ضوابط خود تشکیل دے گی لیکن ان ضوابط میں مندرجہ ذیل چیزوں کا خیال رکھا جائے گا؛

(الف) کورم چھ اراکین پر مشتمل ہوگا۔

(ب) کمیٹی کے فیصلے حاضر اراکین کی اکثریتی رائے سے کیے جائیں گے۔

3- اقوام متحدہ کا سیکرٹری جنرل اس میثاق کے تحت کمیٹی کی موثر کارکردگی کے لیے ضروری عملہ اور سہولیات فراہم کرے گا۔

4- اقوام متحدہ کا سیکرٹری جنرل کمیٹی کا ابتدائی اجلاس طلب کرے گا۔ ابتدائی اجلاس کے بعد کمیٹی اپنے طریق کار کے ضوابط میں طے کیے گئے اوقات کے مطابق اجلاس کا انعقاد کرے گی۔

5 - فریق ریاستیں کمیٹی اور فریق ریاستوں کے اجلاس پر اُٹھنے والے اخراجات، بشمول کسی بھی قسم کے اخراجات کے لیے خرچ کی ہوئی رقم کی اقوام متحدہ کو ادائیگی، مثال کے طور پر عملے اور سہولیات پر ہونے والے اخراجات وغیرہ کریں گی۔

شق- 19

1- فریق ریاستیں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے ذریعے متعلقہ فریق ریاست کے لیے میثاق کے آغاز کے بعد ایک سال کے اندر اندر اس میثاق کے تحت دی گئی ضمانت کی انجام دہی کے لیے اپنے اقدامات کے متعلق کمیٹی کو رپورٹیں جمع کروائیں گی۔ اس کے بعد فریق ریاستیں ہر چار سال کے بعد نئے اقدامات کے متعلق رپورٹیں اور ایسی دیگر رپورٹیں جمع کروائیں گی جن کا کمیٹی مطالبہ کرے گی۔

2- اقوام متحدہ کا سیکرٹری جنرل یہ رپورٹیں تمام فریق ریاستوں کو منتقل کرے گا۔

3- ہر رپورٹ کا جائزہ کمیٹی لے گی جو کہ مناسب آراء کا اظہار کر سکتی ہے اور پھر یہ رپورٹیں متعلقہ فریق ریاست کے حوالے کرے گی۔ فریق ریاست ایسی کسی بھی قسم کی آرا کے ساتھ کمیٹی کو جواب دے سکتی ہے جن کا یہ انتخاب کرے۔

4- کمیٹی اپنی صوابدید پر اس شق کے پیراگراف نمبر 3 کی مطابقت میں اپنی آرا کے ساتھ ساتھ اس کے بعد کی متعلقہ فریق ریاست کی جانب سے موصول ہونے والی آرا کو شق 24 کی مطابقت میں تیار کی گئی اپنی سالانہ رپورٹ میں شامل کرنے کا فیصلہ کر سکتی ہے۔ اگر متعلقہ فریق ریاست درخواست کرے تو اس شق کے پیراگراف نمبر 1 کے تحت جمع کرائی گئی رپورٹ کی ایک نقل بھی شامل کی جا سکتی ہے۔

شق- 20

1- اگر کمیٹی کو ایسی باوثوق اطلاعات موصول ہوں جن سے ایسے معقول اشارے ملتے ہوں کہ فریق ریاست کے علاقے میں ایذارسانی کا باقاعدہ طور پر استعمال کیا جا رہا ہے تو کمیٹی فریق ریاست کو ان معلومات کے جائزے میں تعاون کرنے اور اس مقصد کے لیے متعلقہ معلومات کے حوالے سے آرا پیش کرنے کو کہے گی۔

2- ایسی کسی بھی قسم کی آرا، جو کہ متعلقہ فریق ریاست نے جمع کروائی ہوں، کے علاوہ کمیٹی کو دستیاب با مقصد معلومات کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر کمیٹی یہ فیصلہ کرے کہ یہ معلومات مصدقہ ہیں، تو یہ خفیہ تحقیقات اور اس کی رپورٹ کمیٹی کو پیش کرنے کے لیے اپنے اراکین میں سے ایک یا ایک سے زائد افراد کو نامزد کر سکتی ہے۔

3- اگر اس شق کے پیراگراف نمبر 2 کی مطابقت میں تحقیقات کی جاتی ہیں تو کمیٹی متعلقہ فریق ریاست سے تعاون کی درخواست کرے گی۔ اس فریق ریاست کی رضامندی سے ایسی تحقیقات میں علاقے کے دورے کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔

4- اس شق کے پیراگراف نمبر 2 کی مطابقت میں اپنے رکن یا اراکین کے فراہم کردہ حقائق کا جائزہ لینے کے بعد، کمیٹی ان حقائق کے ساتھ ساتھ ایسی کسی بھی قسم کی آرا، جو کہ صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے مناسب معلوم ہوتی ہوں، متعلقہ فریق ریاست کے حوالے کرے گی۔

5- کمیٹی کی تمام کارروائیاں، جن کا حوالہ اس شق کے پیراگراف 1 تا 4 میں دیا گیا ہے، خفیہ ہوں گی، اور ان کارروائیوں کے ہر مرحلے پر فریق ریاست سے تعاون کی درخواست کی جائے گی۔ پیراگراف نمبر 2 کی مطابقت میں کی گئی تحقیقات کے حوالے سے ایسی کارروائیاں مکمل ہونے کے بعد، کمیٹی متعلقہ فریق ریاست سے مشاورت کے بعد شق 24 کی مطابقت میں تیار کی گئی اپنی سالانہ رپورٹ میں ان کارروائیوں کے نتائج کا ایک خلاصہ شامل کرنے کا فیصلہ کر سکتی ہے۔

شق - 21

1- اس میثاق کی فریق ریاست کسی بھی وقت اس شق کے تحت یہ اعلان کر سکتی ہے کہ یہ اس حوالے سے کہ کوئی فریق ریاست یہ دعویٰ کرتی ہے کہ کوئی دوسری فریق ریاست اس میثاق کے تحت عائد ہونے والی ذمہ داریوں کو پورا نہیں کر رہی، معلومات حاصل کرنے اور ان کا جائزہ لینے کے لیے کمیٹی کی اہلیت کا اعتراف کرتی ہے۔ ایسی معلومات کو اس شق میں دیے گئے طریق کار کے تحت صرف اس صورت میں وصول کیا جا سکتا ہے اور ان کا جائزہ لیا جاتا ہے کہ یہ اس فریق ریاست کی جانب سے جمع کرائی گئی ہوں جس نے کمیٹی کی اہلیت کے حوالے سے کوئی اعلان کیا ہو۔ اس شق کے تحت اگر معلومات کا تعلق ایک ایسی فریق ریاست سے ہو جس نے ایسا کوئی اعلان نہ کیا ہو، تو ایسے کسی بھی مراسلے کا جائزہ نہیں لیا جائے گا۔ اس شق کے تحت وصول ہونے والے مراسلے پر مندرجہ ذیل طریقہ کار کے تحت غور کیا جائے گا۔

(الف) اگر کوئی فریق ریاست یہ سمجھتی ہے کہ کوئی دوسری فریق ریاست اس میثاق کی شرائط پر پورا نہیں اتر رہی تو یہ تحریر شدہ مراسلے کے ذریعے اس فریق ریاست کو اس معاملے سے آگاہ کر سکتی ہے۔ مراسلہ وصول کرنے والی ریاست تین ماہ کے اندر مراسلہ بھیجنے والی ریاست کو تحریری وضاحت یا معاملے کی صفائی پیش کرتے ہوئے کوئی اور بیان دے گی جس میں جس حد تک ممکن ہو اور مناسب ہو، اپنائے گئے معاملے کے متعلق اپنائے گئے داخلی طریقہ کار اور اس کی تلافی کے لیے کیے گئے اقدامات، چاہے وہ زیر التوا ہوں یا دستیاب ہوں، کو بھی شامل کیا جا سکتا ہے۔

(ب) اگر مراسلہ وصول کرنے والی ریاست کو ابتدائی معلومات موصول ہونے کے بعد چھ ماہ کے اندر اندر اس معاملے کو دونوں متعلقہ ریاستوں کی تسلی کے مطابق حل نہیں کیا جاتا تو کسی بھی ریاست کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ کمیٹی اور دیگر ریاستوں کو نوٹس دیتے ہوئے یہ معاملہ کمیٹی کے سپرد کرے۔

(ج) اس شق کے تحت جو معاملہ کمیٹی کے سپرد کیا جائے گا وہ اس کا صرف اس صورت میں جائزہ لے گی جب اسے یہ یقین ہو جائے کہ بین الاقوامی قانون کے عام تسلیم شدہ اصولوں کے مطابق اس معاملے میں اندرونی تلافی کے تمام ذرائع کو بروئے کار لایا جا چکا ہے۔ اس ضابطے کا اطلاق اس وقت نہیں ہوگا جب تلافی کے اطلاق کو غیر مناسب طور پر طول دیا گیا ہو یا جب اس کی بدولت اس میثاق کی خلاف ورزی کا نشانہ بننے والے فرد کی دادرسی کا امکان نہ ہو۔

(ڈی) اس شق کے تحت مراسلوں کے جائزے کے دوران کمیٹی خفیہ اجلاس منعقد کرے گی۔

(ای) کمیٹی ذیلی پیراگراف سی کی دفعات کے تحت اس میثاق میں عائد کردہ ذمہ داریوں کی انجام دہی کے لیے احترام کی بنیاد پر معاملے کے دوستانہ حل کو ذہن

میں رکھتے ہوئے متعلقہ فریق ریاستوں کے لیے اپنے عمدہ دفاتر کی دستیابی کو یقینی بنائے گی۔اس مقصد کے لیے کمیٹی، جب مناسب ہو، ایک ایڈہاک مصالحتی کمیٹی تشکیل دے گی۔

(ایف) اس شق کے تحت کمیٹی کے سپرد کیے گئے کسی بھی معاملے میں کمیٹی متعلقہ فریق ریاستوں، جن کا حوالہ ذیلی پیراگراف (بی) میں دیا گیا ہے، سے بامقصد معلومات فراہم کرنے کا مطالبہ کرسکتی ہے۔

(جی) متعلقہ فریق ریاستوں، جن کا حوالہ ذیلی پیراگراف (بی) میں دیا گیا ہے، کو کمیٹی کی جانب سے معاملے کا جائزہ لینے کے دوران نمائندگی اور زبانی اور/یا تحریری طور پر رائے دینے کا حق حاصل ہوگا۔

(ایچ) کمیٹی ذیلی پیراگراف (بی) کے تحت نوٹس موصول ہونے کے بعد چھ ماہ کے اندر ایک رپورٹ جمع کروائے گی:

(i) اگر ذیلی پیراگراف (ای) کی شرائط کے تحت کوئی حل نکل آتا ہے تو کمیٹی اپنی رپورٹ کو حقائق اور معاملے کے حل کے بارے میں ایک مختصر بیان تک محدود رکھے گی۔

(ii) اگر ذیلی پیراگراف (ای) کے تحت کوئی حل نہیں نکلتا تو کمیٹی اپنی رپورٹ کو حقائق سے متعلق ایک مختصر بیان تک محدود رکھے گی اور متعلقہ فریق ریاستوں کے تحریری مراسلے اور زبانی مراسلوں کا ریکارڈ رپورٹ کے ساتھ منسلک کیا جائے گا۔

ہر معاملے میں، رپورٹ متعلقہ فریق ریاستوں کے حوالے کی جائے گی۔

2- اس شق کی شرائط کا اطلاق اس وقت ہوگا جب اس میثاق سے متعلقہ پانچ فریق ریاستوں نے اس شق کے پیراگراف نمبر 1 کے تحت اعلامیے جاری کیے ہوں۔ایسے اعلامیے فریق ریاستیں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو جمع کروائیں گی جس کے بعد سیکرٹری جنرل ان کی نقول دیگر فریق ریاستوں کے حوالے کرے گا۔اقرار نامہ کسی بھی وقت سیکرٹری جنرل کو تحریری نوٹس دیتے ہوئے واپس لیا جاسکتا ہے۔ایسی دستبرداری کا ایسے کسی بھی زیر غور معاملے پر اثر نہیں پڑے گا جو کہ اس شق کے تحت پہلے سے بھیجے گئے مراسلے سے متعلق ہو; اس شق کے تحت سیکرٹری جنرل کو اعلامیے سے دستبرداری کا تحریری نوٹس موصول ہونے کے بعد فریق ریاستوں سے مزید کوئی مراسلہ وصول نہیں کیا جائے گا، ماسوائے اس کے کہ متعلقہ فریق نے کوئی نیا اعلامیہ جاری کیا ہو۔

اگر کوئی فریق ریاست یہ سمجھتی ہے کہ کوئی دوسری فریق ریاست اس میثاق کی شرائط پر پورا نہیں اتر رہی تو یہ تحریر شدہ مراسلے کے ذریعے اس فریق ریاست کو اس معاملے سے آگاہ کرسکتی ہے۔مراسلہ وصول کرنے والی ریاست تین ماہ کے اندر مراسلہ بھیجنے والی ریاست کو تحریری وضاحت یا معاملے کی صفائی پیش کرتے ہوئے کوئی اور بیان دے گی جس میں جس حد تک ممکن ہو اور مناسب ہو، اپنائے گئے معاملے کے متعلق اپنائے گئے داخلی طریقۂ کار اور اس کی تلافی کے لیے کیے گئے اقدامات، چاہے وہ زیر التوا ہوں یا دستیاب ہوں، کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے۔

شق- 22

1- اس میثاق کی فریق ریاست اس شق کے تحت کسی بھی وقت یہ اعلان کرسکتی ہے کہ کمیٹی کے دائرہ کار میں آنے والے افراد، جو کہ ریاستی فریق کی جانب سے اس میثاق کی شقوں کی خلاف ورزی کا نشانہ بننے کا دعویٰ کرتے ہیں، کی طرف سے یا ان کی خاطر مراسلے وصول کرنے اور ان کا جائزہ لینے کے حوالے سے کمیٹی کی اہلیت کو تسلیم کرتے ہیں۔کمیٹی ایسا کوئی بھی مراسلہ وصول نہیں کرے گی جس کا تعلق اس فریق ریاست سے ہو جس نے ایسا اعلامیہ جاری نہ کیا ہو۔

2- کمیٹی اس شق کے تحت ایسی کسی بھی مراسلے کو نا قابل قبول تصور کرے گی جو کہ نامعلوم فرد نے جمع کرایا ہو یا جسے ایسے مراسلے جمع کروانے کے حق کی خلاف ورزی یا پھر اس میثاق کی شقوں سے متصادم تصور کرے۔

3- کمیٹی پیراگراف نمبر 2 کی شرائط کے تحت اس شق کے تحت جمع کرائے گئے مراسلوں کے بارے میں اس میثاق سے متعلقہ اس فریق ریاست کو آگاہ کرے گی جس نے پیراگراف نمبر 1 کے تحت اعلامیہ جاری کیا ہو اور جس کے بارے میں شبہ ہو کہ وہ اس میثاق کی شقوں کی خلاف ورزی کر رہی ہے۔ مراسلہ وصول کرنے والی ریاست چھ ماہ کے اندر معاملے کی وضاحت اور تلافی کے حوالے سے کمیٹی کو تحریری وضاحتیں یا بیانات جمع کروائے گی۔

4- کمیٹی اس شق کے تحت کسی فرد کی جانب سے یا اس کے توسط سے متعلقہ فریق ریاست کی جانب سے فراہم کردہ معلومات کی روشنی میں موصول ہونے والے مراسلوں پر غور کرے گی۔

5- کمیٹی کسی فرد کی جانب سے بھیجے گئے کسی بھی مراسلے پر غور نہیں کرے گی جب تک اسے یقین نہ ہو جائے کہ:

(الف) اس معاملے کا کسی اور بین الاقوامی تحقیقات یا تصفیے کے تحت جائزہ نہیں لیا گیا یا نہیں لیا جا رہا۔

(ب) متعلقہ فرد نے اندرونی تلافی کے تمام دستیاب شدہ ذرائع استعمال کر لیے ہیں، تاہم اس ضابطے کا اطلاق اس وقت نہیں ہوگا جب تلافی کے اطلاق کو غیر مناسب طور پر طول دیا گیا ہو یا جب اس کی بدولت اس میثاق کی خلاف ورزی کا نشانہ بننے والے فرد کی دادرسی کا امکان نہ ہو۔

6- کمیٹی اس شق کے تحت مراسلوں کا جائزہ لینے کے دوران خفیہ اجلاس منعقد کرے گی۔

7- کمیٹی متعلقہ فریق ریاست اور اس فرد کو اپنی آرا سے آگاہ کرے گی۔

8- اس شق کی شرائط کا اطلاق اس وقت ہوگا جب اس میثاق سے متعلقہ پانچ فریق ریاستوں نے اس شق کے پیراگراف نمبر 1 کے تحت اعلامیے جاری کیے ہوں۔ایسے اعلامیے فریق ریاستیں اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو جمع کرائیں گی جس کے بعد سیکرٹری جنرل ان کی نقول دیگر ریاستوں کے حوالے کرے گا۔ یہ اعلامیہ سیکرٹری جنرل کو تحریری نوٹس دیتے ہوئے کسی بھی وقت واپس لیا جا سکتا ہے۔ایسی دستبرداری کا ایسے کسی بھی زیر غور معاملے پر اثر نہیں پڑے گا جو کہ اس شق کے تحت پہلے سے جمع کرائے گئے مراسلے سے متعلق ہو; اس شق کے تحت سیکرٹری جنرل کو اعلامیہ سے دستبرداری کا نوٹس موصول ہونے کے بعد متعلقہ فرد یا اس کے توسط سے مزید کوئی مراسلہ وصول نہیں کیا جائے گا ماسوائے اس کے کہ متعلقہ فریق ریاست کوئی نیا اعلامیہ جاری کرے۔

شق - 23

کمیٹی اور ایڈہاک مصالحتی کمیشن کے اراکین، جن کی تقرری شق 21 کے پیراگراف نمبر 1 (ای) کے تحت کی جا سکتی ہے، انہی سہولیات، مراعات اور اختیارات کے حقدار ہوں گے جو اقوام متحدہ کے مشن پر مامور ماہرین کو حاصل ہیں جن کا ذکر اقوام متحدہ کے میثاق کی سہولیات، مراعات اور اختیارات سے متعلقہ شقوں میں کیا گیا ہے۔

شق- 24

کمیٹی اس میثاق کے تحت فریق ریاستوں اور اقوام متحدہ

کی جنرل اسمبلی کو اپنی سرگرمیوں سے متعلق ایک سالانہ رپورٹ پیش کرے گی۔

حصہ سوئم

شق - 25

1- اس میثاق پر تمام ریاستیں دستخط کرسکتی ہیں۔

2- یہ میثاق توثیق کے تابع ہے۔ توثیق سے متعلقہ دستاویزات اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو جمع کروائی جائیں گی۔

شق - 26

اس میثاق کی تمام ریاستیں منظوری دے سکتی ہیں۔ یہ رسائی اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو رسائی کی دستاویز جمع کروانے کے بعد حاصل ہوگی۔

شق- 27

1- یہ میثاق اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو توثیق یا رسائی سے متعلقہ بیسویں دستاویز جمع کروانے کے 30 ویں دن سے قابل عمل ہوگا۔

2- توثیق یا منظوری کی بیسویں دستاویز جمع کروانے کے بعد اس میثاق کی توثیق یا اسے قبول کرنے والی ہر ریاست کے لیے اس میثاق کا اطلاق اس ریاست کی جانب سے توثیق سے متعلقہ دستاویز جمع کروانے کے تیسویں دن سے ہوگا۔

شق - 28

1- کوئی بھی ریاست اس میثاق پر دستخط یا اس کی توثیق کے وقت یہ اعلان کرسکتی ہے کہ وہ کمیٹی کی اہمیت جس کا ذکر شق 20 میں کیا گیا ہے، کو تسلیم نہیں کرتی۔

2- اس شق کے پیرا گراف نمبر 1 کی مطابقت میں تحفظات کا اظہار کرنے والی کوئی بھی ریاست کسی بھی وقت اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو تحریری نوٹس دیتے ہوئے اپنا اعتراض واپس لے سکتی ہے۔

شق- 29

1- کوئی بھی فریق ریاست ترمیم کی تجویز پیش کرسکتی ہے اور اسے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو پیش کرسکتی ہے۔ سیکرٹری جنرل بعدازاں یہ درخواست کرتے ہوئے فریق ریاستوں کو مجوزہ ترمیم کے بارے میں آگاہ کرے گا کہ وہ اسے مطلع کریں کہ آیا وہ اس تجویز پر غور کرنے اور اس پر ووٹنگ کے لیے فریق ریاستوں کی ایک کانفرنس منعقد کرنے کی حمایت کرتی ہیں۔ اگر ایسا مراسلہ بھیجنے کی تاریخ کے چار ماہ کے اندر کم از کم ایک تہائی فریق ریاستیں ایسی کانفرنس کی حمایت کرتی ہیں تو اس صورت میں سیکرٹری جنرل

اس میثاق کے اطلاق اور تشریح کے حوالے سے دو یا دو سے زیادہ ریاستوں کے مابین کسی بھی قسم کے تنازعے کو ان میں سے کسی ایک ریاست کی درخواست پر ثالثی کے لیے پیش کیا جائے گا۔ اگر ثالثی کی درخواست جمع کروانے کے چھ ماہ کے اندر اندر فریقین ثالثی کی تنظیم پر متفق نہیں ہوتے تو ان میں سے کوئی فریق درخواست کے ذریعے اس معاملے کو عالمی عدالت انصاف کے قانون کے مطابق اس کے سپرد کرسکتا ہے۔

اقوام متحدہ کے زیر اہتمام کانفرنس کا انعقاد کرے گا۔ کانفرنس کے موقع پر حاضر اور ووٹنگ میں حصہ لینے والی فریق ریاستوں کی اکثریت کی جانب سے منظور کردہ کسی بھی ترمیم کو سیکرٹری جنرل منظوری کے لیے فریق ریاستوں کے حوالے کرے گا۔

2- اس شق کے پیرا گراف نمبر 1 کی مطابقت میں منظور کی گئی ترمیم اس وقت قابل عمل ہوگی جب اس میثاق سے متعلق دو تہائی فریق ریاستوں نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو مطلع کیا ہو کہ انہوں نے اپنے متعلقہ آئینی طریقہ ہائے کار کے مطابق اسے قبول کرلیا ہے۔

3- ان ترامیم کے قابل عمل ہونے کے بعد ان کا اطلاق ان فریق ریاستوں پر ہوگا جنہوں نے ان کی منظوری دی ہو، جبکہ دیگر فریق ریاستیں اس میثاق کی شقوں اور ایسی کسی بھی ترامیم کی پابند ہوں گی جن کی انہوں نے پہلے منظوری دی ہو۔

شق - 30

1- اس میثاق کے اطلاق اور تشریح کے حوالے سے دو یا دو سے زیادہ ریاستوں کے مابین کسی بھی قسم کے تنازعے کو ان میں سے کسی ایک ریاست کی درخواست پر ثالثی کے لیے پیش کیا جائے گا۔ اگر ثالثی کی درخواست جمع کروانے کے چھ ماہ کے اندر اندر فریقین ثالثی کی تنظیم پر متفق نہیں ہوتے تو ان میں سے کوئی فریق درخواست کے ذریعے اس معاملے کو عالمی عدالت انصاف کے قانون کے مطابق اس کے سپرد کرسکتا ہے۔

2- کوئی بھی ریاست اس میثاق پر دستخط یا اس کی توثیق کے وقت یہ اعلان کرسکتی ہے کہ یہ خود کو اس شق کے پیرا گراف نمبر 1 کا پابند نہیں سمجھتی۔ کسی بھی فریق ریاست کی جانب سے ایسے تحفظات کے اظہار کے حوالے سے دیگر فریق ریاستیں اس شق کے پیرا گراف نمبر 1 کی پابند نہیں ہوں گی۔

3- اس شق کے پیرا گراف نمبر 2 کی مطابقت میں تحفظات کا اظہار کرنے والی کوئی بھی فریق ریاست کسی بھی وقت اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو تحریری نوٹس دیتے ہوئے اپنا اعتراض واپس لے سکتی ہے۔

شق - 31

1- کوئی بھی فریق ریاست اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو تحریری نوٹس دیتے ہوئے اس میثاق کی ملامت کر سکتی ہے۔ ایسی ملامت سیکرٹری جنرل کو تحریری نوٹس موصول ہونے کے ایک سال بعد موثر ہوگی۔

2- ایسی ملامت کے نتیجے میں کسی ریاست کو کسی اقدام یا غفلت، جو کہ اس تاریخ سے قبل ہوئی ہو جس دن یہ ملامت مؤثر ہو جاتی ہے، کی بنا پر کسی فریق ریاست کو اس میثاق کے تحت عائد ذمہ داریوں سے آزاد نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی یہ ملامت کسی بھی طرح سے کسی ایسے معاملے کے جاری شدہ جائزے پر اثر انداز ہوگی جس کا کمیٹی اس تاریخ سے پہلے سے جائزہ لے رہی ہو جس دن ملامت مؤثر ہو جاتی ہے۔

3- وہ تاریخ جب کسی فریق ریاست کی ملامت مؤثر ہو جاتی ہے؛ اس کے بعد کمیٹی اس ریاست سے متعلقہ کسی بھی معاملے کی سماعت کا آغاز نہیں کرے گی۔

شق - 32

اقوام متحدہ کا سیکرٹری جنرل اقوام متحدہ کی تمام رکن ریاستوں اور ان تمام ریاستوں کو، جنہوں نے اس میثاق پر دستخط کیے ہوں یا اس پر رضامندی ظاہر کی ہو، مندرجہ ذیل معلومات فراہم کرے گا:

(الف) شق 25 اور 26 کے تحت دستخط، توثیق اور رضامندی؛

(ب) شق 27 کے تحت اس میثاق کے قابل عمل ہونے کی تاریخ اور شق 29 کے تحت کسی بھی قسم کی ترامیم کے قابل عمل ہونے کی تاریخ

(ج) شق 31 کے تحت ملامت

شق- 33

1- یہ میثاق جس کے عربی، چینی، انگریزی، فرانسیسی، روسی اور ہسپانوی زبان میں لکھے گئے متن یکساں طور پر مستند ہیں، اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کو جمع کروائے جائیں گے۔

2- اقوام متحدہ کا سیکرٹری جنرل تمام ریاستوں کو اس میثاق کی تصدیق شدہ نقول فراہم کرے گا۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کا بلوچستان کے لاپتہ افراد کی عدم بازیابی پر تشویش کا اظہار

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کے بلوچستان چیپٹر کے وائس چیئر ایڈووکیٹ حبیب طاہر نے کہا ہے کہ صوبے میں دو دہائیوں سے جاری بدامنی کے واقعات میں 2020 میں بھی خاطر خواہ کمی دیکھنے میں نہیں آئی۔

ایڈووکیٹ حبیب طاہر نے کوئٹہ پریس کلب میں پریس کانفرنس میں کمیشن کی سالانہ رپورٹ جاری کرتے ہوئے کہا کہ گزشتہ دو برس میں لوگوں کے لاپتا ہونے کے واقعات میں کمی آئی ہے۔ البتہ لاپتا افراد کے کیسز اب بھی موجود ہیں۔

ایچ آر سی پی کی جاری کردہ رپورٹ میں بلوچستان میں لاپتہ افراد کی عدم بازیابی اور جبری گمشدگیوں کے نئے واقعات پر تشویش کا اظہار کیا گیا ہے۔

لاپتہ افراد کے کیسز کے حوالے سے ایڈووکیٹ حبیب طاہر کا کہنا تھا کہ ان میں بعض کیسز ایسے ہوتے ہیں کہ جو لوگ خوف کی وجہ سے رپورٹ نہیں کرتے اسی وجہ سے تھانوں میں ایف آئی آر درج نہیں ہوتی اور لاپتہ شخص کے لواحقین انتظار کرتے ہیں کہ کب ان کے اپنے واپس آئیں گے۔

چیئرمین ایچ آر سی پی بلوچستان چیپٹر کا مزید کہنا تھا کہ یہ خوش آئند بات ہے کہ گزشتہ برس بہت سے لوگ بازیاب ہو کر اپنے گھروں کو لوٹے ہیں۔ انہوں نے حکومت سے اپیل کی کہ جتنے بھی لاپتہ افراد ہیں انہیں منظر عام پر لایا جائے۔ اگر ان کے خلاف الزامات ہیں تو قانونی طریقے سے ایف آئی آر درج کی جائے اور مقدمات عدالتوں میں چلائے جائیں۔

ایچ آر سی پی کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ 2020 میں بلوچستان سے 24 افراد لاپتہ ہونے کی درخواستیں موصول ہوئیں۔ جب کہ مجموعی طور پر 73 لاشیں برآمد ہونے کی رپورٹ سامنے آئیں۔

ایچ آر سی پی کی رپورٹ میں اختلافِ رائے رکھنے والے صحافیوں اور سیاسی کارکنوں کی ہلاکت کے واقعات پر بھی تشویش کا اظہار کیا گیا ہے۔ ان واقعات میں کریمہ بلوچ، ساجد حسین، شاہینہ شاہین اور انور جان کھیتران کا قتل سرِ فہرست ہے۔

ایچ آر سی پی کی رپورٹ پر لاپتہ افراد کے حوالے سے کام کرنے والی غیر سرکاری تنظیم 'وائس فار بلوچ مسنگ پرسنز' کے چیئرمین نصر اللہ بلوچ نے وائس آف امریکہ کو بتایا کہ گزشتہ دو برس کے دوران لاپتہ افراد کی لاشوں کی برآمدگی کے واقعات نہ ہونے کے برابر رہے ہیں۔ البتہ کبھی کوئی لاش ملی بھی ہے تو وہ ناقابلِ شناخت تھی۔ اس لیے یہ کہنا مشکل ہے کہ یہ لاپتہ فرد کی ہی لاش تھی۔

نصر اللہ بلوچ نے مزید کہا کہ بعض ایسے لوگ ہیں جو خوف کی وجہ سے اپنے پیاروں کی گمشدگی کی اطلاع نہیں دیتے۔ ایسے میں کمیشن پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ان علاقوں کا دورہ کریں اور وہاں لوگوں کے ایسے مسائل کو سامنے لائے۔

گزشتہ ماہ آٹھ جون کو بھی کوئٹہ سے دو نوجوان مبینہ طور پر لاپتہ ہوئے تھے۔ ان دونوں نوجوانوں کی گمشدگی کا واقعہ کوئٹہ کے علاقے بروری روڈ پر بولان میڈیکل کمپلیکس اسپتال کے قریب پیش آیا تھا۔

لاپتہ ہونے والے ایک نوجوان قاسم بلوچ کے بھائی عبد الغفار بلوچ نے وائس آف امریکہ کو بتایا کہ قاسم اور ان کا دوسرا دوست بلال بلوچ رواں ماہ آٹھ جون کو بروری روڈ پر ایک ہوٹل میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔ اس دوران کچھ مسلح افراد ہوٹل میں داخل ہوئے انہوں نے قاسم اور بلال کو بات چیت کرنے کے بہانے ہوٹل سے باہر بلایا اور بعد میں زبردستی اپنے ساتھ لے گئے۔

عبدالغفار بلوچ کا کہنا تھا کہ قاسم اور بلال کوئٹہ میں آٹھ جون کو لاپتہ افراد کی بازیابی کے لیے ہونے والے ایک احتجاجی مظاہرے میں شریک ہوئے تھے۔ مظاہرہ ختم ہونے کے بعد وہ بروری روڈ آئے تھے جہاں سے وہ لاپتہ ہوگئے۔

واضح رہے کہ دونوں نوجوان یکم جولائی کو بازیاب ہوگئے ہیں جس کی تصدیق ان کے اہلِ خانہ نے بھی کی ہے۔

غیر سرکاری تنظیم 'وائس فار بلوچ مسنگ پرسنز' کے چیئرمین نصر اللہ بلوچ کے مطابق وفاقی اور صوبائی حکومتوں سے مذاکرات کے دوران بلوچ نوجوانوں کی بازیابی کے عمل کو ہمیشہ سراہا گیا ہے۔ البتہ اس بات پر بھی تشویش کا اظہار کیا گیا ہے کہ جبری طور پر لاپتہ کرنے کا سلسلہ اب بھی جاری ہے۔

نصر اللہ بلوچ نے بتایا کہ اگر کسی شخص پر کوئی الزام ہے تو اسے قانونی طور پر گرفتار کر کے 24 گھنٹوں میں عدالت میں پیش کیا جائے اور اسے اپنی صفائی کا موقع دیا جائے۔

انہوں نے مزید کہا کہ ان کی تنظیم کے پاس چھ ہزار لاپتہ افراد کی فہرست موجود ہے جو انہوں نے بلوچستان نیشنل پارٹی (بی این پی) کے سربراہ سردار اختر مینگل کو بھی دی تھی جس کا حوالہ انہوں نے قومی اسمبلی میں دیا تھا۔

وائس فار بلوچ مسنگ پرسنز کے اعداد و شمار کے مطابق رواں برس اب تک 157 افراد بازیاب ہو چکے ہیں۔

نوشہرو فیروز۔ جنگل سے لاپتہ نوجوان کی لاش برآمد

تفصیلات کے مطابق نواحی علاقہ بھریا روڈ میں جنگل سے ایک نوجوان کی لاش برآمد ہوئی ہے۔ پولیس نے موقع پر پہنچ کر ضروری کاروائی کے بعد لاش ورثا کے حوالے کر دی۔ متوفی کی شناخت بھریا کے محلّہ گلاب نوناری کے رہائشی 25 سالہ نوجوان فدا حسین نوناری کے نام سے ہوئی ہے۔ لاش گھر پہنچنے پر کہرام مچ گیا۔ ورثا کے مطابق گلاب نوناری ایک روز سے گھر سے لاپتہ تھا۔ پولیس کے مطابق واقع کی تفتیش کی جا رہی ہے۔ (الطاف حسین قاسمی)

تفصیلات کے مطابق نواحی گاؤں عبدالخالق راجپر میں بعض نامعلوم افراد نے چھ سالہ معصوم بچی کو تشدد کر کے بے دردی سے قتل کر کے لاش قریبی کیلے کے باغ کے قریب پھینک دی۔ واقعہ کی اطلاع پر پولیس نے پہنچ کر لاش کو اسپتال منتقل کر دیا تھا۔ ابتدائی رپورٹ کے مطابق بچی کو تشدد کر کے گلا دبا کر قتل کیا گیا تھا۔ لاش کو ضروری کاروائی کے بعد ورثا کے حوالے کر دیا گیا تھا۔ بچی کے ورثا موہن لال اور بابو بھیل نے بتایا کہ گاؤں میں رات کے وقت ان کے رشتہ داروں کے ہاں شادی تھی۔ ہم شادی پر گئے ہوئے تھے۔ بچی ہمارے ساتھ تھی۔ کچھ دیر کے بعد بچی اچانک گم ہوگئی۔ ہم نے بچی کو بہت تلاش کیا مگر وہ نہیں ملی۔ صبح لوگوں نے بتایا کہ کیلے کے باغ کے قریب بچی کی لاش پڑی ہے۔ ہم نے پولیس کو اطلاع دی۔ پولیس نے اطلاع ملنے پر لاش اسپتال منتقل کر دی تھی۔ رپورٹ کے ارسال ہونے تک ملزمان کا سراغ نہیں لگ سکا تھا۔ پولیس کے مطابق واقعہ کی تفتیش شروع کی جاری ہے اور ملزم کو جلد از جلد گرفتار کر لیا جائے گا۔

(الطاف حسین قاسمی)

ہم گناہ گار عورتیں!

عاصمہ شیرازی

خدائے لم یزل! تُو نے جب عورت کو پیدا کیا تو یہ نہیں کہا کہ تو اشرف المخلوقات نہیں۔ تخلیق کی اپنی صفت جب عورت کو بخشی تو اُس کا مرتبہ کسی طور کم بیان نہیں کیا۔

ربِ کائنات تیرے جہاں کی تصویر کے تمام رنگ پورے تھے پھر یہ اختیار کسی اور کو کیوں ملا کہ وہ تصویرِ کائنات کے رنگ پھیکے کرے؟

عالم ذوق کی ہر منزل پر متمکن یہ عورتیں تکمیل کی تعبیر کو کیوں ترستی ہیں، آدھی ادھوری، نامکمل سی کیوں دکھتی ہیں جبکہ پیدا کرنے والے نے انھیں مکمل اور شان وشوکت کے ساتھ پیدا کیا ہے۔

دل غم اور خوف کے اندھیروں میں بھٹک رہا ہے۔ ابھی سال کے شروع میں ہی موٹروے پر بچوں کے سامنے سسکتی عورت کے وجود کے کتنے ٹکڑے ہوئے مگر اُن تمام ٹکڑوں کو سمیٹتی عورت اپنے حق کے لیے پھر کھڑی ہوئی۔

موٹروے واقعے کی آگ ابھی ٹھنڈی نہ ہوئی کہ بچیوں سے زیادتی کے بڑھتے واقعات نے سانسیں روک لیں، کبھی بُرقعے میں ملبوس سر تا پا ڈھکی عورتیں پامال ہوئیں اور کبھی اپنے حقوق کے لیے احتجاجی کارڈ اٹھائے نوجوان لڑکیاں۔

تین ماہ کی بچیوں سے لے کر بڑی عُمر تک کی عورتوں کو نہیں بخشا گیا۔ اور اب ایک آزاد سوچ کی پڑھی لکھی بے فکر لڑکی نور مقدم کا چراغ دن دھاڑے بہیمانہ طریقے سے گُل کر دیا گیا۔

نُور کا واقعہ محض قتل کی واردات نہیں، میں نے اپنی ہوش میں اسلام آباد میں ہر اعتبار سے اس نوعیت کا کوئی واقعہ نہیں دیکھا۔

یہ پر سکون چھوٹا سا شہر جس کی شہر داری کا تعلق تقریباً ہر گلی سے جُڑ جاتا ہے۔ بڑے بڑے گھروں، متوسط سرکاری مکانوں اور سفید پوش علاقوں میں پُرانے بسنے والے آج بھی ایک دوسرے کے واقف نکل آتے ہیں۔

نور مقدم کے اس واقعے نے جیتے جاتے شہر کو شہر خاموشاں میں بدل دیا ہے۔ نہ صرف خواتین بلکہ شہر میں بسنے والے ہر فرد کو خوف میں مُبتلا کر دیا ہے۔

خوف نُور کا سر تن سے جُدا ہونے کا ہے، پڑھے لکھے گھرانے کے پُر تشدد رویے کا ہے، سالوں سے جاننے کے باوجود نہ جاننے کا ہے، عدم اعتماد اور نفسیاتی الجھنوں کا ہے یا اس بات کا کہ اب کون کہاں محفوظ رہ گیا ہے؟

ظاہر جعفر کوئی معمولی قاتل نہیں، ایک جیتی جاگتی گُڑیا کو ہاتھوں سے مروڑ کر توڑنے والا خونخوار جس کی آنکھوں کے اطمینان سے خوف آتا ہے۔ اُس کے چہرے پر احساس جُرم کی عدم موجودگی جُھر جھری پیدا کر رہی ہے؟

خُدا جانے اُس کے اندر کے حیوان کو والدین کیوں نہ پہچان سکے، کیوں نُور مقدم اپنے دوست کو جان نہ سکی، کیوں محلے دار، رشتہ دار، دوست احباب، ساتھی اُس کے اندر کا حیوان دیکھ نہ سکے یا دیکھا تو آنکھیں بند کر لیں۔

نہ جانے کب کب اس شخص کے جنونی رویے کو در گزر کیا گیا ہو گا جبھی تو غصے اور تشدد کا جن دیو بنتا گیا۔ نہ جانے کتنی پریاں اس جنوں کی بھینٹ چڑھی ہوں گی؟

اس واقعے کا تعلق ہر گزرے واقعے کے ساتھ جڑا ہے۔

اگر وقت پر انصاف ملا ہوتا، اگر تشدد اور گھریلو تشدد کو ایک قابل سزا جُرم کے طور پر تسلیم کیا جاتا، اگر صرف ایک سال میں تشدد اور زیادتی کے ڈھائی ہزار کیسز کو سنجیدگی سے لیا جاتا، اگر عورتوں پر تشدد اور زیادتی کے واقعات کی بیخ کنی کی جاتی تو شاید ایسے حالات نہ ہوتے۔ کوئی صائمہ، کوئی قرت العین اور کوئی نور اپنی جان نہ گنوا بیٹھتیں۔

شکوہ کس سے کریں اُن ارباب اختیار سے جو کبھی خواتین کے لباس کو جُرم کی وجہ قرار دیتے ہیں تو کبھی اُن کے گھر سے نکلنے کو نشانہ بناتے ہیں؟ جب صاحب اقتدار ظلم کا شکار عورتوں کو کبھی پناہ لینے کا بہانہ سمجھیں اور کبھی ملک کی بدنامی کا سبب۔۔۔ تو پھر گلہ کیسا؟

مگر بقول کشور ناہید یہ سب اب ہم گنہگار عورتوں کو ہی کرنا ہو گا۔

یہ ہم گنہگار عورتیں ہیں جو اہلِ جبہ کی تمکنت سے نہ رعب کھائیں
نہ جان بیچیں نہ سر جھکائیں
نہ ہاتھ جوڑیں
یہ ہم گنہگار عورتیں ہیں کہ جن کے جسموں کی فصل بیچیں
جو لوگ
وہ سرفراز ٹھہریں
نیابتِ امتیاز ٹھہریں
وہ داورِ اہلِ ساز ٹھہریں
یہ ہم گنہگار عورتیں ہیں کہ سچ کا پرچم اُٹھا کے نکلیں۔۔

زمیں زادیوں سے کوئی پوچھے کہ مردوں کے اس معاشرے میں 'عورت ہونا کتنا مشکل ہے'۔ مگر نور مقدم کے لیے جلائی جانے والی شمعیں امید کی کرن بن رہی ہیں کہ عورتوں کے حقوق کے لیے جاری تحریک اب جنگ میں بدل رہی ہے۔

(بشکریہ بی بی اردو)

گرلز امتحانی مرکز پر دستی بم سے حملہ

شمالی وزیرستان 12 جولائی کو شمالی وزیرستان میں انٹر کے امتحان کے دوران لڑکیوں کے امتحانی مرکز کے باہر نامعلوم افراد کی طرف سے پھینکا گیا ہینڈ گرنیڈ دھماکے سے امتحان دینے والی طالبات میں خوف وہراس پھیل گیا، تاہم خوش قسمتی سے کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔ میر علی کے مضافاتی علاقے حیدر خیل میں مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ پیر کے روز گورنمنٹ ہائی سکول خان میر کوٹ میں طالبات کے امتحانی مرکز کے باہر اس وقت ایک زوردار دھماکہ ہوا جب سیکنڈ ایئر کی طالبات امتحان میں مصروف تھیں۔ دھماکے کے بعد حیدر خیل قبیلے نے فوری طور پر امتحانی ہال کی حفاظت کیلئے نکل کر علاقے کو گھیرے میں لے لیا، اور طالبات کو اطمینان کے ساتھ امتحان جاری رکھنے کی تلقین کی۔ شمالی وزیرستان کے ڈی پی او شفیع اللہ گنڈا پور نے واقعے کی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ کچھ نامعلوم شر پسندوں نے سرکاری سکول کے اوپر خالی سیکورٹی پوسٹ میں بارودی مواد کا دھماکہ کیا تھا۔

(نامہ نگار)

خاموش رہیں اندر لڑکی قتل ہو رہی ہے

محمد حنیف

گھر کی دیواریں اونچی ہیں، گھر کے گیٹ پر وفادار کھڑے ہیں، گھر اتنا بڑا ہے کہ شاید ایک کونے سے اٹھنے والی چیخ جو اپنے قاتل کے ہاتھ میں تیز دھار آلہ قتل دیکھ کر اور اس کی آنکھوں میں اس کا ارادہ دیکھ کر نکلتی ہے شاید باہر کھڑے وفادار تک نہیں پہنچتی۔

وہ یقیناً نہیں چاہتے کہ لڑکی کا قتل ہو لیکن وہ صاحب کے کمرے پر دستک دے کر یہ نہیں پوچھ سکتے کہ صاحب اندر لڑکی تو قتل نہیں ہو رہی؟

گیٹ پر کھڑے وفاداروں اور صاحب کے اپنے اہلخانہ کو بھی کچھ دیر کے لیے بھول جائیں، پورے شہر میں ایک حلقہ یاراں ہے، خاص طور پر مردوں کا جنھیں برسوں سے پتہ ہے کہ لڑکی جان سے جا سکتی ہے۔ نور نہیں تو کوئی اور یا شاید کوئی اور۔۔۔

پارٹیوں میں دیکھا ہے، اپنی خواتین دوستوں سے سنا ہے، ذاتی پیغامات میں دھمکیاں موجود ہیں، آلہ قتل خریدے جاتے رہے ہیں، صاحب کو جب کوئی چیز چڑھتی جاتی ہے تو وہ خود بھی دھمکیاں دے چکے ہیں نور کو نہیں تو کسی اور کو یا پھر کسی اور کو۔۔۔

کوئی شور مچائے تو شاید لڑکی قتل ہونے سے بچ جائے لیکن شور مچانے کے بعد صاحب نے اگر پارٹی پر بلانا بند کر دیا تو پھر اسلام آباد میں کہاں جائیں گے، اس لیے خاموش ہی رہیں اور اس امید میں رہیں کہ لڑکی قتل نہ ہو۔ کوئی جذباتی چرکہ کھا کر، کوئی منہ پر نیل پڑوا کر گھر واپس چلی جائے۔

اگر لڑکی قتل ہو جائے تو خاموشی توڑ دو، کہو کہ ہم جانتے تھے لیکن ہمیں کبھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ ایسا کر گزرے گا، ہمیں سہی ہوئی امید تھی کہ وہ ایسا نہیں کرے گا اور سر کاٹنے کا سوچ کر ہمیں تو جھرجھری سی آ گئی، تو یقیناً اس کا دماغی توازن خراب ہو گیا ہو گا یا غلط نشہ کر لیا ہو گا۔ اب قانون کو فیصلہ کرنے دیں، ایک بار پھر خاموشی ہی بہتر ہے۔

گھر بڑا نہیں ہے، باہر محافظوں کی بھی چوکی نہیں، کبھی کبھی محلے والوں کو چیخوں کی آواز بھی آتی ہے، رشتے دار آتے جاتے لڑکی کے زخم بھی دیکھ جاتے ہیں۔ لڑکی چار بچوں کی ماں بھی بن جاتی ہے۔ بچے اپنے قاتل باپ کے ڈر سے خاموش ہیں، یار دوست کبھی سمجھاتے بھی ہیں لیکن ساتھ ساتھ یہ حوصلہ بھی دیتے ہیں کہ وہ مرد ہی کیا جو بیوی کو دو چار ہاتھ نہ لگا سکے لیکن وہ بھی خاموش ہیں یہ جاننے کے باوجود کہ ان کے دوست کی اب مار پیٹ سے بھی تسلی نہیں ہوتی۔

لڑکی پھر قتل ہو جاتی ہے، اب ہمیں خاموشی توڑنے کی

اجازت ہے، اب ہم ماتم بھی کر سکتے ہیں، ہیش ٹیگ بھی بنا سکتے ہیں، فوری پھانسی کا مطالبہ بھی کر سکتے ہیں، مرد کو درندہ بھی کہہ سکتے ہیں، میرا جسم میری مرضی والوں کو ایک بار پھر گالی دے سکتے ہیں، فیتہ پکڑ کر لڑکی کے لباس کی پیمائش بھی کر سکتے ہیں، ہمارے مثالی خاندانی نظام کا رونا بھی رو سکتے ہیں کیونکہ اس کے بعد اگلی لڑکی کے قتل تک ہمیں پھر خاموش ہونا ہے۔

ایک دفعہ میں نے چھ مہینے تک ہر روز کراچی کے اخباروں کے مقامی صفحات میں صرف عورتوں کی قتل کی خبروں کی تلاش میں گزارا۔ چھ مہینے میں شاید ہی کوئی ناغہ ہوا ہو جس دن کراچی میں عورت قتل نہیں ہوئی۔

کبھی گولی مار کے، کبھی ہاتھوں سے گلا دبا کے، کبھی شہ رگ کاٹ کے، کبھی باورچی خانے میں جلا کر، کبھی بوری میں بند کر کے، کبھی ٹکڑے کر کے ندی میں بہا دیا تو کبھی گھر کے صحن میں دبا دیا۔

ہمارے ہمدرد مرد جب یہ کہتے ہیں کہ لڑکیوں کے لیے جان بچانے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ وہ گھر سے نہ نکلیں یا کسی اجنبی سے نہ ملیں تو وہ یہ نہیں بتاتے کہ 80 فیصد لڑکیوں کو قتل ہونے کے لیے گھر سے نہیں نکلنا پڑتا۔

لڑکی کا قتل ہمارے مثالی خاندانی نظام کا لازمی حصہ ہے اور اس سے پہلے ایک گہری خاموشی مردانہ معاشرتی نظام کی اساس ہے۔ تو خاموش رہیں لیکن یہ یاد رکھیں کہ آپ کی خاموشی کی وجہ سے ایک اور لڑکی قتل ہونے جا رہی ہے۔

(بشکریہ بی بی سی اردو)

خواتین اراکین اسمبلی کی پیش قدمی پر ایک نظر

کارکردگی کا جائزہ 2018-20

آئین پاکستان، شہریوں کی برابری حاصل کرنے کے لیے اگر ضروری ہو تو خصوصی اقدامات کے ذریعے، خواتین کو بااختیار بنانے کے عزم کا اظہار کرتا ہے۔ صنفی برابری کسی بھی ذمہ دار اور جوابدہ جمہوری ڈھانچے کے لیے بنیادی عنصر ہے جبکہ سیاسی عمل میں خواتین کی سیاسی شرکت اس مقصد کے حصول کا ایک اہم ذریعہ ہے۔ اگرچہ خواتین اراکین اسمبلی سیاسی سرگرمیوں میں بھرپور شرکت کرتی ہیں تاہم اپنے پارلیمانی کام موثر طور سرانجام دینے میں انہیں کئی ایک مشکلات کا سامنا ہے۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے قانون سازی کے عمل اور تمام تر سیاسی جماعتوں پر نگرانی پر توجہ مبذول کرتے ہوئے موجودہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں (2018 تا 2023) کے ابتدائی دو پارلیمانی برسوں (2018 تا 2020) کے دوران سیاسی عمل میں خواتین اراکین اسمبلی کی شرکت کا جائزہ لینے کے لیے ایک تحقیق کی۔

ذیل میں کارکردگی کا جائزہ چاروں صوبائی اسمبلیوں اور قومی اسمبلی کی ویب سائٹوں سے حاصل کردہ اعداد و شمار، صاف و شفاف الیکشن نیٹ ورک (FAFEN) کی جانب سے تیار کردہ اشاریوں اور اراکین (مرد اور خواتین) کے انٹرویوز کی بنیاد پر تیار کیا گیا ہے۔

اہم نتائج

2018-20 کے دوران، اسمبلیوں کی عددی طاقت کا فقط پانچواں حصہ ہونے کے باوجود، خواتین اراکین اسمبلی کو پارلیمانی کارروائی میں شرکت سمیت زیادہ تر امور میں اپنے مرد ساتھیوں کے مقابلے میں سبقت حاصل رہی۔

اراکین اسمبلی کی کارکردگی کے اقدامات کے جائزے کا ڈھانچہ آٹھ اشاریوں: حاضری، کمیٹیوں کی سربراہ، قراردادیں اور توجہ دلاؤ نوٹس پیش کرنے، سوالات کرنے، بل متعارف کرانے اور تحاریک التوا پیش کرنے پر مبنی ہے، جن تمام کو وسیع طور پر نمائندگی، نگرانی اور قانون سازی کے تین درجات میں تقسیم کیا گیا ہے۔

قومی اسمبلی میں کمیٹی سربراہان کے طور پر خواتین کی نمائندگی ان کی متناسب طاقت کے ایک تہائی کے برابر تھی۔ اسی طرح سندھ اور خیبر پختونخواہ میں بھی کمیٹیوں کی سربراہی کے ضمن میں خواتین کی نمائندگی کم رہی۔ تاہم، پنجاب اسمبلی

2018-20 میں، صنفی لحاظ سے اراکینِ اسمبلی کی کارکردگی سے متعلق تقابلی اعداد و شمار

	قومی اسمبلی		پنجاب اسمبلی		سندھ اسمبلی		خیبر پختونخواہ اسمبلی		بلوچستان اسمبلی	
	خواتین	مرد	خواتین	مرد	خواتین	مرد	خواتین	مرد	خواتین	مرد
رکنیت	20	80	20	80	19	81	19	81	17	83
حاضری	80	67	77	48	-	-	68	65	-	-
اسٹینڈنگ کمیٹیوں کی سربراہی	6	94	42	58	14	86	14	86	29	71
قراردادیں	44	56	33	67	44	56	42	58	6	94
توجہ دلاؤ نوٹس	30	70	47	53	35	65	28	72	14	86
سوالات	36	64	37	63	42	58	25	75	2	98
خانگی اراکین کے بل	24	76	0	100	38	62	0	0	-	-
تحاریک التوا	-	-	47	53	25	75	24	76	-	-

نوٹ: تمام اعداد فیصد میں۔

میں ان کی تعداد ان کے متناسب حصہ سے دگنا رہی۔ بلوچستان اسمبلی میں، خواتین اسٹینڈنگ کمیٹیوں کی سربراہی میں اضافی پچاس فیصد حصے کی حامل تھیں۔

سندھ اور خیبر پختونخواہ اسمبلیوں کی خواتین اراکین کی طرح قومی اسمبلی کی خواتین اراکین نے قراردادوں کے اپنے تناسبی حصے سے دوگنی قرارداد پیش کیں۔ پنجاب کی خواتین اراکین صوبائی اسمبلی نے قراردادیں جمع کرانے میں اپنے تناسبی حصے سے زیادہ شراکت کی۔ تاہم بلوچستان میں خواتین اراکین اسمبلی نے قراردادوں کے اپنے شراکتی حصے کا تیسرا حصہ ہی پیش کیا۔

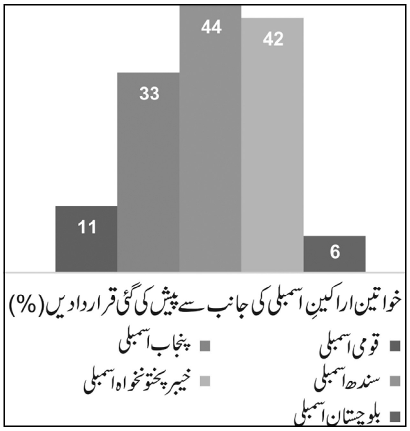

خواتین اراکینِ اسمبلی کی جانب سے پیش کی گئی قراردادیں (%)

خواتین اراکین اسمبلی کی موثر قانون سازی اور نگرانی میں حائل بنیادی رکاوٹیں

امتیازی ثقافتی اقدار۔ خواتین اراکین اسمبلی نے معاشرے میں موجود امتیازی ثقافتی معیارات اور خواتین سے متعلق دقیانوسی تصورات کی ایک اہم ترین رکاوٹ کے طور پر نشاندہی کی، جس نے نہ صرف ان کی سیاست میں شمولیت کے ضمن میں رکاوٹیں کھڑی کیں بلکہ اسمبلی میں ان کی کارکردگی کو بھی متاثر کیا۔ علاوہ ازیں، ذرائع ابلاغ کی متعصب تشہیر سیاست کو مردانگی والے شعبے کے طور پر پیش کرتی ہے اور خواتین اراکین اسمبلی سے اکثر و بیشتر ایسے رجعت پسندانہ یا امتیازی سوالات پوچھے جاتے ہیں جو کہ کسی رکن اسمبلی کے کام سے زیادہ ان کی ذاتی زندگی سے متعلق ہوتے ہیں۔

خواتین اراکینِ اسمبلی کے تجربے میں آنے والا صنفی امتیاز

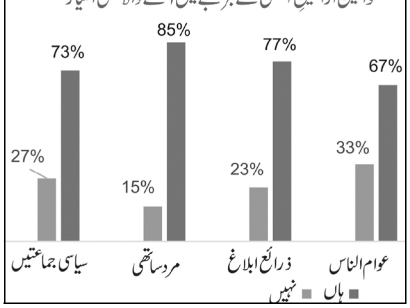

امتیازی جماعتی برتاؤ

خواتین اراکین اسمبلی نے بارہا سیاسی جماعتوں کی جانب سے اپنی صفوں میں خواتین کی حوصلہ افزائی کرنے سے پہلوتہی کرنے کی نشاندہی کی۔ اس حوالے سے، خواتین کو اکثر و بیشتر اسمبلیوں اور ان کی جماعتوں میں فیصلہ سازی کے عمل سے باہر رکھا جاتا ہے۔ سیاسی جماعتیں خواتین کو یقینی طور پر جیتی جانے والی نشستوں کے لیے انتخابی ٹکٹ جاری کرنے سے بھی ہچکچاتی ہیں، جبکہ مخصوص نشستوں پر منتخب ہو کر آنے والی خواتین کو جنرل نشستوں پر کامیاب ہونے والے ان کے مرد اور خواتین دونوں ساتھی اراکین کمتر سمجھتے ہیں۔

صنفی برابری کی پالیسی میں نقائص

خواتین اراکین اسمبلی کا کہنا تھا کہ صنفی اعتبار سے غیر حساس ادارے (حکومت، پارلیمان، سیاسی جماعتیں) اور عمل (انتخابات، عدالتی تقرریاں) خواتین کے لیے سیاسی میدان میں آنے اور آگے بڑھنے کو مشکل تر بنا دیتے ہیں۔ علاوہ ازیں، صنفی برابری کی پالیسیوں کی عدم موجودگی، جنس زدہ کام

کاج کا ماحول اور سیاسی شعبہ میں خواتین کے لیے تحفظ اور احترام کی عدم موجودگی خواتین کے لیے اپنے قانون سازی کے کام کاج موثر انداز میں سرانجام دینے کو مشکل بنا دیتے ہیں۔

صلاحیتوں کی ترویج میں مشکلات

خواتین میں سیاسی تعلیم اور عملی طریقہ کار کی معلومات کی عدم موجودگی اور متعلقہ معلومات کی عدم موجودگی اور متعلقہ معلومات سے متعلق تحقیقی حصہ داری یا رسائی کی عدم موجودگی خواتین اراکین اسمبلی کے لیے شواہد پر مبنی اصلاحات تجویز کرنے یا موثر نگرانی کرنے کے عمل کو مشکل بنا دیتی ہے۔

اراکین اسمبلی کے لیے تحقیقی شواہد کی عدم موجودگی

عملے، دفاتر، محققین اور دیگر بنیادی عوامل کی کمی اراکین اسمبلی کی بہتر کارکردگی اور اثر انگیزی میں اضافے کی راہ میں اہم رکاوٹیں ہیں۔

سفارشات

☆ الیکشن ایکٹ 2017 کے تحت خواتین کے لیے تفویض کردہ جنرل نشستوں کی تعداد میں کم از کم پندرہ فیصد تک اضافہ کیا جائے۔

☆ معاون، صنفی طور پر حساس بنیادی ڈھانچہ تشکیل دیتے ہوئے خواتین کو سازگار ماحول فراہم کیا جائے۔

☆ خواتین سیاستدانوں سے ان کے کاموں سے متعلقہ سوالات پوچھتے ہوئے اور حالات حاضرہ کے پروگراموں میں ان کی شمولیت میں اضافہ کرتے ہوئے ان کے کردار کی ترویج کی جائے۔

تعلیمی مہمات میں اضافہ

☆ مزید خواتین بالخصوص دیہی علاقوں سے تعلق رکھنے والی خواتین تک پہنچنے کی غرض سے تعلیمی مہمات میں اضافے کے لیے سول سوسائٹی اور خواتین کے کاؤکس سے ہمکاری کی جائے۔

سیاسی جماعتوں کے اندر حمایت میں اضافہ کیا جائے

☆ تمام مقامی حکومتوں میں خواتین کی نشستوں کو مناسب طور پر 33 فیصد بڑھایا جائے۔

☆ عام انتخابات میں تمام قابل کامیابی نشستوں میں سے کم از کم پندرہ فیصد خواتین کو دی جائیں اور انہیں اپنی کامیابی کو یقینی بنانے کے لیے (مالی ودیگر) مدد/حمایت فراہم کی جائے۔

☆ جماعت کے اندر ایگزیکٹو کمیٹی اور دیگر فیصلہ ساز عہدوں پر خواتین کی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔

اسمبلیوں میں خواتین کی شرکت کی حوصلہ افزائی کی جائے

☆ صنفی حساسیت میں اضافہ کرنے کی غرض سے تمام اسمبلیوں کی ویب سائٹوں پر صنفی بنیاد پر کارکردگی کھوجی (Tracker) میسر کیا جائے۔

قانون ساز اداروں میں صنفی حساسیت کی حوصلہ افزائی کے لیے ایک قانونی ڈھانچہ تیار کیا جائے

☆ صنفی طور پر حساس زبان، جو کہ مناسب تخاطب استعمال کرنے کے لیے خواتین اور مرد اراکین اسمبلی کے درمیان فرق واضح کرنے، شامل کرنے کی غرض سے قواعد وضوابط میں ترمیم کی جائے۔

☆ تقاریر، سوالات اور دیگر اسمبلی امور کے لیے خواتین اراکین اسمبلی کو ایک مخصوص وقت مختص کیا جائے۔

☆ قانون کے ذریعے خواتین کے کاؤکسز کے کردار کو مضبوط اور وسیع کیا جائے۔

بہتر نگرانی کے لیے قانونی شقیں/ بندوبست تشکیل دیے جائیں

☆ مفادِ عامہ کے امور میں شرکا کی تعداد میں کمی لاتے ہوئے بہتر نقطہ نظر کی تشکیل کی راہ ہموار کیا جائے۔

☆ تمام قانون ساز اسمبلیوں میں کمیٹیوں کو از خود نوٹس لینے کے اختیارات تفویض کرتے ہوئے کمیٹیوں کے کردار کو مضبوط کیا جائے۔

صلاحیتوں میں بہتری

☆ نئے اور تسلسل والے اراکین اسمبلی کو اسمبلی کے کام کاج، روابط، لابی کرنے کے ہنر اور اہم امور کی نگرانی کرنے پر توجہ مبذول کرتے ہوئے، اعلیٰ معیار، لازمی شمولیت اور مسلسل پیشہ وارانہ تربیت فراہم کی جآئے۔

نیٹ ورکنگ اور جائزہ

☆ معلومات، معاملات/ مسائل اور تجربات کے تبادلے کی راہ ہموار کرنے کی غرض سے اراکین اسمبلی اور اسمبلیوں کے درمیان سرگرم نیٹ ورکس کی حوصلہ افزائی کی جائے اور خواتین کے پارلیمانی کاؤکسز کو مضبوط کیا جائے۔

☆ خواتین اراکین اسمبلی کے لیے منظم جائزہ لینے کے پروگرام منظم کرنے اور قانون سازی اور نگرانی کے کام میں مدد فراہم کرنے کی غرض سے پارلیمنٹ سے باہر موجود صنفی برابری کے حمایتیوں اور ماہرین سے روابط استوار کیے جائیں۔

اراکین اسمبلی کو تحقیقی مدد فراہم کرنا

☆ ڈیجیٹل اور ٹھوس ریکارڈ کی حامل وسائل اور ذرائع سے پُر لائبریریوں تک آسان رسائی فراہم کی جائے۔

☆ بجٹ کی معلومات (تفویض واخراجات) کے لیے ایک ڈیجیٹل پورٹل تیار کیا جائے۔

☆ ایک ٹیکنیکل صنفی حقیقی یونٹ قائم کیا جائے۔

☆ اثر انگیزی کو بہتر بنانے اور کارکردگی کی بہتری کے لیے اراکین اسمبلی کو عملہ، دفاتر، محققین اور دیگر مددگار ڈھانچہ فراہم کیا جائے۔

جہد حق پڑھنے والے توجہ کریں

☜ آپ نے اس شمارہ کا مطالعہ کیا۔ جو خامیاں/ کمزوریاں آپ کو نظر آئی ہوں۔ ان کی نشاندہی خط کے ذریعے سے کیجیے۔

☜ آپ بھی اپنے علاقے میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی رپورٹ/اطلاع ہمیں اس رسالہ میں چھپنے والا رپورٹ فارم پُر کر کے بذریعہ ڈاک روانہ کر سکتے ہیں۔ حقائق اچھی طرح سے تصدیق کر کے لکھیں۔

HRCP کارکن متوجہ ہوں

''جہد حق'' کے لیے رپورٹ فارم کے مطابق کوائف پر مبنی رپورٹیں، خبریں، تصاویر اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے متعلق دیگر مواد مہینے کے تیسرے ہفتہ تک پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے مرکزی دفتر میں پہنچ جانا چاہیے تاکہ یہ اگلے شمارے میں شائع کیا جاسکے۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

''ایوان جمہور'' 107 - ٹیپو بلاک،

نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور

جہد حق کا تازہ شمارہ اور پچھلے شمارے ویب سائٹ پر موجود ہیں۔ پتہ:

www.hrcp-web.org

جمہوریت میں بجٹ سازی کی اہمیت

اسرارالدین اسرار

گلگت بلتستان میں پی ٹی آئی کی حکومت نے اقتدار میں آنے کے بعد لگ بھگ 106 ارب کے حجم کا اپنا پہلا سالانہ بجٹ صوبائی اسمبلی میں 26 جون کو پیش کر دیا ہے۔اس دوران اپوزیشن اراکین نے شدید احتجاج کرتے ہوئے بجٹ کو عوام دشمن اور غیر متوازن قرار دیا اور بجٹ اجلاس کا بائیکاٹ کر دیا۔

احتجاج کرنا اپوزیشن کا بنیادی حق اور جمہوریت کا حسن ہے لیکن اپوزیشن کو چاہئے کہ وہ اب ایک قدم آگے بڑھ کر ایسا لائحہ عمل تیار کرے جس سے عوام کو بجٹ کی منصفانہ تقسیم کے سلسلے میں آگاہی ملنے کے علاوہ حکومت کی بجٹ سے متعلق کوتاہیاں بھی بے نقاب ہوسکیں۔ اس کے لئے دنیا کے جمہوری معاشروں میں ایک طریقہ کار اپنایا جاتا ہے۔جس کو شیڈو بجٹ کہا جاتا ہے۔اصل بجٹ حکومت بناتی اور اسمبلی میں پیش کرتی ہے۔ بجٹ پر بحث ایک معمول کی کارروائی ہوتی ہے۔حکومت کے پاس اکثریت ہوتی ہے اس لئے وہ اپنا تیار کردہ بجٹ اسمبلی سے پاس کرانے میں کامیاب ہوتی ہے۔ حکومت کے اس عمل کو اور بجٹ کی خامیوں کو بے نقاب کرنے کے لئے جمہوری ممالک میں اپوزیشن ماہرین کی مدد سے ایک شیڈو یا فرضی بجٹ بناتی ہے۔شیڈو بجٹ کا موازنہ حکومتی بجٹ سے کرایا جاتا ہے۔جس میں اپوزیشن عوام کو یہ بتاتی ہے کہ صحیح بجٹ ایسے بن سکتا تھا جب کہ جو بجٹ حکومت نے بنایا ہے وہ غیر منصفانہ اور غیر متوازن بجٹ ہے۔

شیڈو بجٹ سے حکومتی بجٹ کی کمزوریوں کی نشاندہی ہونے کے علاوہ اپوزیشن کی بجٹ بنانے کی صلاحیتوں کا بھی اندازہ ہوجاتا ہے جبکہ مستقبل میں اپوزیشن کو حکومت ملنے کی صورت میں ان کی کیا ترجیحات ہوسکتی ہیں اس سے متعلق بھی عوام کو آگاہی ملتی ہے۔اسی شیڈو بجٹ کی مدد سے ہی عوام مستقبل میں اپنا حق رائے دہی استعمال کرتے وقت حکومت اور اپوزیشن دونوں کی صلاحیتوں کو مدِنظر رکھ کر فیصلہ کرتے ہیں کہ کس پارٹی کو ووٹ دینا اور کس کو نہیں دینا ہے۔ایک طرح سے اس کو اپوزیشن کی مستقبل میں حکومت سنبھالنے کی تیاری بھی کہا جاسکتا ہے۔

بعض دفعہ حکومتیں اگر سنجیدہ اور سمجھدار ہوں تو وہ اپوزیشن کے شیڈو بجٹ کی اہم اور عوام دوست تجاویز کو حکومتی بجٹ کا حصہ بنا کر عوامی سطح پر پذیرائی حاصل کرنے میں کامیاب ہوتی ہیں۔

شیڈو بجٹ بنانے کی بجائے اپوزیشن خالی مخالفت ہی کرتی رہے گی تو اس سے نہ تو عوام کو کوئی فائدہ ملے گا، نہ شعور و آگاہی میں اضافہ ہوگا اور نہ ہی اپوزیشن کو کوئی فائدہ ملے گا۔ بس رات گئی بات گئی کی مانند بجٹ پاس ہوگا کچھ دن بحث چلے گی پھر وہی فرسودہ ڈگر پر معاملات چلتے رہیں گے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اپوزیشن کو بھی اپنی سیاست کا انداز اور طریقے کو جدید دور کے تقاضوں کے مطابق بدلنا ہوگا۔

دیکھا یہ گیا ہے کہ عوام کی اکثریت کو بجٹ کی اہمیت اور اس کی تیاری کے مراحل کے بارے میں معلومات نہیں ہوتی ہیں۔

دیکھا یہ گیا ہے کہ عوام کی اکثریت کو بجٹ کی اہمیت اور اس کی تیاری کے مراحل کے بارے میں معلومات نہیں ہوتی ہیں۔

بجٹ بنیادی طور پر کسی بھی ملک یا صوبہ کی سالانہ آمدن اور اخراجات کی تفصیلات کا نام ہے۔اس تفصیل میں یہ بتایا جاتا ہے کہ پچھلے پورے ایک سال میں ملک یا صوبے کے خزانے میں ٹیکسز، زرمبادلہ اور دیگر ذرائع سے کتنی آمدن اکھٹی ہوگی ہے اور آئندہ ایک سال کے اندر کتنی آمدن حاصل کرنے کا ہدف مقرر کیا جاتا ہے۔پھر اس آمدن کو کن کن شعبہ ہائے زندگی پر کس مقدار میں خرچ کرنا ہے۔بجٹ میں حکومت کی ان ترجیحات کا کھل کر اظہار ہوتا ہے جن پر حکومت زیادہ سے زیادہ رقم خرچ کرنا چاہتی ہے۔مثال کے طور پر تعلیم کو حکومت کتنی اہمیت دیتی ہے اس کا اندازہ حکومت کی طرف سے تیار کردہ بجٹ سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ اسی طرح صحت، پینے کا صاف پانی، اشیائے خوردونوش کی قیمتوں کا تعین سمیت دیگر تمام عوامی اہمیت کے حامل معاملات پر حکومت کی آئندہ مالیاتی سال میں کیا ترجیحات ہوں گی یہ سب بجٹ میں بیان کی جاتی ہیں۔ بجٹ میں عوام پر ٹیکسز اور مہنگائی کی صورت میں کتنا بوجھ ڈالا جائے گا یہ سب اور اسی طرح کی دیگر تمام اہم باتوں کا بھی تفصیلی ذکر موجود ہوتا ہے۔

بجٹ کی سب سے اہم اور بنیادی اہمیت یہ ہے کہ اس میں یہ بات معلوم ہوجاتی ہے کہ عوام کی خون پسینے کی کمائی جو کہ ٹیکسز کی شکل میں قومی خزانے میں جمع ہوتی ہے اس کا تقسیم کتنا منصفانہ اور عوم دوستی پر مبنی ہے؟ بہترین بجٹ وہ ہے جو عوام کے حال اور مستقبل میں خوشحالی کا ضامن ہو، عوام کے مسائل کو ترجیحات میں سرفہرست رکھا گیا ہو، معاشرے کے تمام طبقات، مختلف آبادیوں اور جغرافیائی حصوں کو مساوات کی بنیاد فائدہ پہنچانے جیسی باتیں نمایاں ہو اور سب سے بڑھ کر یہ کہ غیر ترقیاتی اور غیر اہم شعبوں کو زیادہ اہمیت نہ دی گ ء ہو۔

ماضی میں بجٹ بادشاہوں یا ڈکٹیٹروں کی مرضی سے بنتا تھا لیکن جدید جمہوری معاشروں میں یہ اختیار عوامی نمائندوں یعنی منتخب اسمبلی کو دیا گیا ہے۔جس کا آغاز برطانیہ سے ہوا ہے۔منتخب نمائندوں کو یہ اختیار دینے کا مقصد یہ ہے کہ ملکی آمدن اور اس کے اخراجات عوام کی خواہشات اور ترجحات کی بنیاد پر طے ہونے چاہئے۔اگر بجٹ میں عوام کی خواہشات اور ترجیحات کو اہمیت نہیں دی جاتی ہے تو یہ اختیار عوامی نمائندوں کے پاس ہونے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جمہوریت میں حکومت کرنے کے جو تمام اختیارات عوامی نمائندوں کے پاس ہوتے ہیں ان میں سے سب سے اہم اور انتہائی اہمیت کا حامل اختیار بجٹ سازی کا ہے۔حکومت کو چاہئے کہ وہ عوام کو بجٹ سازی کے بارے میں شعور و آگاہی فراہم کرے اور اس سے متعلق سکولوں کے نصاب میں ایک چیپٹر شامل کیا جائے تاکہ بجٹ سازی کی اہمیت سے لوگ آگاہ ہوسکیں۔ ہر سال بجٹ سازی سے قبل حکومت کو چاہئے کہ وہ تمام سٹیک ہولڈرز کے ساتھ بھر پور مشاورت کرے تا کہ ایک منصفانہ، شفاف اور متوازن، عوام دوست اور مستقبل کی خوشحالی کا ضامن بجٹ بنایا جاسکے۔

زنجیروں میں جکڑے ذہنی مریضوں کی حالتِ زار

آصف البشر

ضلع بینظیر آباد سے ملحقہ قصبہ جام صاحب نوابشاہ سے 22 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے جہاں قدیم تاریخی قبرستان میں آج کے جدید ٹیکنالوجی کے دور میں بھی ذہنی مریضوں اور منشیات کے شکار مریضوں کو زنجیروں سے باندھنے کی روایت برقرار ہے۔ وسیع وعریض رقبے پر پھیلے جام صاحب کے قدیم قبرستان میں زنجیروں میں باندھے جانے کا یہ عمل ذہنی مریضوں کے روحانی علاج کے عقیدے سے منسوب ہے۔ کھلے آسمان تلے گرمی، سردی، برسات، طوفان سمیت ہر طرح کے موسموں میں ذہنی مریضوں کو زنجیر سے باندھے جانے کی روایت برسوں سے چلی آرہی ہے۔ مقامی لوگوں کا کہنا ہے کہ جام صاحب کے قبرستان میں زنجیروں سے بندھے یہ ذہنی مریض غیر معینہ مدت تک روحانی فیض پاتے ہیں اور روحانی اجازت ملنے پر زنجیروں میں بندھے یہ مریض ٹھیک ہو کر چلے جاتے ہیں۔ بعض عقیدت مندوں کا پختہ یقین ہے کہ رات کے کسی پہر روحانی ہستیوں کی جانب سے صحت مند ہونے کی بشارت کے بعد زنجیر خود بخود کھل جاتی ہے۔ جام صاحب ضلع بینظیر آباد کا ایک قصبہ ہے جو حضرت سخی جام داتار کے نام سے منسوب ہے۔ روزانہ ہزاروں عقیدت مند جام صاحب قبرستان کے احاطے میں واقع درگاہ پر حاضریاں دیتے ہیں۔ اور ایسے ہی کئی عقیدت مند اپنے گھروں میں ذہنی امراض کا شکار ہونے والے افراد کو قبرستان کے احاطے میں خشک درختوں کیساتھ باندھ دیتے ہیں۔ بعض اپنے پیاروں کو باندھ کے بے یارو مددگار چھوڑ جاتے ہیں جبکہ بعض ذہنی مریضوں کے ورثا میں سے کوئی ان کے ساتھ قیام کرتا ہے جبکہ بعض مریضوں کے رفقاء کچھ دنوں یا ہفتوں کے بعد اپنے مریض کا جائزہ لینے اور ان سے ملنے آتے ہیں۔

ایسے مریض جن کے ساتھ ان کے ورثا موجود ہوتے ہیں وہ ہی ان کی خوراک اور پانی کا انتظام کرتے ہیں جبکہ جن کے ورثا باندھ کر چلے جاتے ہیں انہیں خوراک وغیرہ کیلیے زائرین پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ بعض اوقات جام صاحب کے مقامی لوگ ایسے مریضوں کی خوراک وغیرہ کا انتظام اپنے ذمہ لے لیتے ہیں۔ عموماً ایک وقت میں درجن بھر ذہنی مریض جام صاحب کے قبرستان میں پائے جاتے ہیں۔ جام صاحب کی مقامی آبادی کے کئی لوگ بھی اس خیال پر یقین رکھتے ہیں اور اس عمل کو روحانی علاج اور قبرستان کو روحانی علاج گاہ سے تشبیہہ دیتے ہیں۔ زنجیروں میں باندھے گئے افراد میں ذہنی توازن کھو جانے والے مریضوں کے ساتھ ساتھ ایسے افراد بھی باندھ دیے جاتے ہیں جو منشیات کی لت کا شکار ہیں۔ عقیدت مندوں کا اس طریقہ علاج پر پختہ یقین ہے۔ خشک اور بے سایہ درختوں کے ساتھ باندھے گئے ذہنی مریضوں کا دسترخوان اور جائے حاجات درخت کے گرد ڈیڑھ گز سے زیادہ احاطہ نہیں ہوتا ہے۔ وہ اسی کُھوٹے کے سرکل میں قیام کرتے ہیں۔ اس دوران ان کا غسل قدرتی برسات سے ہی ممکن ہو پاتا ہے بصورت دیگر ان مریضوں کی زندگی ڈیڑھ گز کے احاطے میں رہتی ہے۔

ذہنی مریضوں کی کیفیت

جام صاحب قبرستان میں بندھے ہوئے ذہنی مریضوں کے معاملات اور کیفیت کا جائزہ لیا گیا تو معلوم ہوا کہ ہر مریض کی الگ الگ کیفیات تھیں چار مریضوں کے ورثا موجود تھے۔

> مریض نے اپنا نام روپا بتایا اور جتنی مرتبہ اس سے نام پوچھا گیا تو اس نے ایک ہی نام پکارا۔۔۔۔روپا

روپا

مریض نے اپنا نام روپا بتایا اور جتنی مرتبہ اس سے نام پوچھا گیا تو اس نے ایک ہی نام پکارا۔۔۔۔روپا

ورثا نے بتایا کہ روپا کسی لڑکی کا نام ہے جو اس کی زبان پر ہے اور یہ ہر سوال کے جواب میں اسی نام کو پکارتا ہے۔ چھ مہینے پہلے اچانک اس کی طبیعت خراب ہوئی۔۔ ذہنی دباؤ کی وجہ سے بول چال بند کر دیا علاج وغیرہ بھی کرایا مگر کوئی افاقہ نہ ہونے پر کسی کے مشورے پر دو ماہ قبل یہاں جام صاحب لائے۔ گزشتہ دو ماہ سے جام صاحب کے قبرستان میں ہے اور اسی دوران کئی روز سے روپا کا نام پکارتا ہے ہر ایک سوال کا جواب روپا ہے۔

یار محمد

40 سالہ یار محمد نشے کا عادی ہونے کی وجہ سے شدید ذہنی اذیت کا شکار ہے۔ اس کی ماں اور چھوٹی بیٹی اس کی خاطر مدارت کیلیے اس کے ساتھ موجود ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ مسلسل نشہ کرنے کی وجہ سے نشہ نہ ملنے پر جھگڑے کرتا تھا تو رشتہ داروں کی مدد سے علاج کی غرض سے یہاں لے آئے ہیں یہاں اسے دو ماہ سے بندھا ہوا ہے۔

عرفان میرانی

عرفان میرانی نامی 30 سالہ شخص گزشتہ 7 ماہ سے جام صاحب کے قبرستان میں موجود ہے۔ اس کے بھائی فرقان کے مطابق اس پر برے اثرات طاری ہیں مطلب یہ کہ جنات کے اثرات ہیں۔ انہوں نے اسے یہاں سات ماہ سے باندھ رکھا ہے۔ یہاں پر شروع کے ایک ماہ تک اس کی کیفیت خراب رہی لیکن اب کافی پرسکون ہے۔ بس کبھی کبھی اس کی طبیعت بگڑ جاتی ہے۔ فرقان کا کہنا ہے کہ وہ دادو کے علاقے واہی پاندھی سے ہر ہفتے اسے ملنے اور دیکھنے آتا ہے یہاں کے مقامی لوگ میرے بھائی کو کھانا پینا دیتے ہیں۔ فرقان کو امید ہے کہ اسکا بھائی جلدی صحتیاب ہو جائے گا۔

غلام علی

غلام علی نامی 60 سالہ بوڑھا شخص دماغی توازن کی خرابی کی وجہ سے جام صاحب کے قبرستان میں ڈھائی ماہ سے موجود ہے۔ اس کے بیٹا سجاول خان نے بتایا ہے کہ میرے والد کا ایکسیڈینٹ ہوا تھا جس سے ان کا دماغی توازن بگڑ گیا۔ علاج وغیرہ کرایا لیکن وسائل ختم ہو جانے پر ہم انہیں یہاں لے آئے ہیں۔ یہاں ان کی طبیعت میں کافی بہتری کی امید ملی ہے۔ دو ماہ سے میں اپنے والد کے پاس ہوں۔ یہاں مقامی آبادی کے لوگ کھانا مہیا کر دیتے ہیں تو کبھی مزار کے لنگر سے استفادہ کر لیتے ہیں۔

اسی طرح سات اور ذہنی مریض سے یہاں موجود ہیں جن کے بارے میں تفصیلات بتانے والا ان کا کوئی رشتہ دار موجود نہیں تھا۔

مقامی لوگوں سے استفسار کیا گیا کہ عقیدے کے مطابق ذہنی مریضوں کی زنجیر خود بخود کھل جاتی ہیں کیا یہ منظر کسی نے دیکھا تو اس کا جواب یہ ملا کہ یہ روحانی معاملات ہیں جو کہ پوشیدہ ہوتے ہیں۔ مریض جب ٹھیک ہوتا ہے تو اسکی زنجیر کھل جاتی ہے اور وہ کسی بھی پہر یہاں سے رخصت ہو جاتا ہے۔

ایک نوجوان کا کہنا ہے کہ انہوں نے تو ایسا کبھی نہیں دیکھا کہ کسی مریض کی زنجیر کھل گئی ہو اور وہ یہاں چلا جا رہا ہو ہاں البتہ ہمارے بڑے بزرگوں نے ایسے مناظر دیکھے ہیں اس لیے سینہ بہ سینہ یہ عقیدت فروغ پا رہی ہے جب کوئی مریض بہتر ہو جاتا ہے تو وہ اچانک سے یہاں سے چلا جاتا ہے۔

توہینِ مذہب کے الزام میں اڑھائی سال قید رہنے والی خاتون کی رہائی کا حکم

گلگت یکم جولائی کو گلگت بلتستان کی ایک عدالت نے توہینِ رسالت کے مقدمے میں قید خاتون کو بے گناہ قرار دیتے ہوئے ان کی فوری رہائی کا حکم دیا ہے۔اس خاتون ٹیچر کے خلاف سنہ 2019 میں مقدمہ درج کیا گیا تھا اور وہ اس وقت سے قید میں تھیں۔خاتون کے وکیل اسلام الدین ایڈووکیٹ کے مطابق مقدمہ دو سال سے زائد عرصے تک چلتا رہا جس دوران استغاثہ نے خاتون کے خلاف 13 شہادتیں پیش کی تھیں۔عدالت نے گواہوں کے بیانات اور وکلا کی بحث کے بعد اپنے فیصلے میں کہا ہے کہ استغاثہ اپنے کیس کے حق میں کوئی بھی ٹھوس ثبوت مہیا نہیں کر سکا۔اسلام الدین ایڈووکیٹ کے مطابق عدالت نے اپنے فیصلے میں کہا ہے کہ استغاثہ نے تین عینی شاہد پیش کیے تھے جن میں سے دو نے عدالت میں دیے گئے بیان میں کہا ہے کہ ایسا کوئی واقعہ پیش ہی نہیں آیا تھا۔جبکہ ایک گواہ کے بیان میں بہت زیادہ تضادات ہیں اور اس نے پولیس کے سامنے اور عدالت میں مختلف بیانات دیے ہیں۔

مقدمہ کیا درج ہوا تھا؟

درج مقدمے میں خاتون مدعی کی جانب سے الزام لگایا گیا تھا کہ خاتون نے پیغمبر اسلام سے متعلق نازیبا لفظ استعمال کیا تھا۔

اس کے بعد پولیس نے تحقیقات کر کے خاتون کو گرفتار کر لیا تھا۔خاتون عدالت اور پولیس کو دیے بیان میں خود پر عائد تمام الزامات کو مسترد کرتی آئی ہیں۔

خاتون کا خاندان در بدر ہوا

اسلام الدین ایڈووکیٹ کا کہنا ہے کہ مقدمہ درج ہونے سے پہلے خاتون ایک سکول میں پڑھا رہی تھیں۔وہ دو کم عمر بچوں کی ماں اور متوسط طبقے سے تعلق رکھتی ہیں۔مقدمہ درج ہونے کے فوراً بعد ان کو گرفتار کر لیا گیا تھا۔خاتون ٹیچر نے اڑھائی سال کا عرصہ جیل میں گزارا ہے۔اس دوران وہ اپنے بچوں سے بھی نہیں مل پائیں کیوں کہ ان کے شوہر بچوں کو لے کر ان کے تحفظ اور تعلیم کے لیے کسی دوسرے جگہ منتقل ہو گئے تھے۔اسلام الدین ایڈووکیٹ کے مطابق اب خاتون بھی رہائی کے بعد نامعلوم مقام پر منتقل ہو چکی ہیں۔وکیل کے مطابق ان کی نفسیاتی اور جسمانی حالت ٹھیک نہیں ہے اور وہ بہت زیادہ خوف کا شکار ہیں۔یاد رہے کہ خاتون ٹیچر کے خلاف مقدمے اور گرفتاری پر ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان نے بھی اپنے تحفظات کا اظہار کیا تھا۔

(محمد زبیر خان)

خیبر پختونخوا: سگی بہن کو زنجیروں سے باندھ کر کمرے میں بند رکھنے کے الزام میں تین بھائی گرفتار

'طلاق کے بعد سابق شوہر سے عدالت کے ذریعے بچوں کا خرچہ مانگنا میرا جرم بن گیا، بھائیوں نے مل کر میرے بچے سابق شوہر کے حوالے کر دیے اور مجھے زنجیروں سے باندھ دیا۔' یہ الفاظ ہیں اس خاتون کے جس کے بارے میں پولیس کا کہنا ہے کہ مبینہ طور پر اس کے اپنے بھائیوں نے تقریباً دس ماہ سے اپنی سگی بہن کے گلے اور پاؤں میں زنجیریں ڈال کر اسے قید کر رکھا تھا تا کہ خاتون عدالت جا کر سابق شوہر سے بچوں کے خرچہ لینے کے مقدمے کی پیروی نہ کر سکے۔خیبر پختونخوا کے ضلع صوابی میں پولیس کو اطلاع ملی تھی کہ ایک مکان میں خاتون کو ایک لمبی زنجیر سے باندھ کر قید رکھا گیا ہے۔صوابی پولیس تھانے کے ایس ایچ او عجب خان نے بی بی سی کو بتایا کہ اطلاع دینے والے شخص نے اپنا نام صیغہ راز میں رکھنے کی درخواست کی ہے۔انھوں نے بتایا کہ اس خاتون کو مبینہ طور پر اپنے ہی سگے چار بھائیوں نے لگ بھگ 18 فٹ لمبی زنجیر سے باندھ رکھا تھا۔زنجیر خاتون کے پاؤں اور گلے میں باندھی گئی تھی۔جس کمرے میں خاتون کو قید کیا گیا تھا وہاں پنکھا بھی نہیں تھا اور کمرے کو بھی تالا لگایا گیا تھا تا کہ خاتون کمرے سے باہر نہ نکل سکے۔پولیس کے مطابق خاتون کی عمر 35 سے 40 سال کے درمیان ہے۔پولیس افسر نے بتایا کہ خاتون نے اپنے چاروں بھائیوں کے نام بتائے ہیں جن میں سے تین کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔پولیس کی جانب سے بنائی گئی ویڈیو میں کیا ہے؟ایس ایچ او عجب خان نے بتایا کہ انھیں جب اطلاع ملی تو وہ لیڈی پولیس اور دیگر نفری کے ہمراہ موقع پر پہنچے اور ساری قانونی کارروائی مکمل کی۔پولیس نے موقع پر جا کر ویڈیو بھی بنائی ہے جس میں ایک کمرہ دکھائی دیتا ہے جسے باہر سے تالا لگا ہوا ہے اور پولیس کھڑکی سے خاتون سے بات کرتی ہے اور ان سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتی ہے۔اس دوران پولیس کی جانب سے بھائیوں کے گھر سے چابی لانے کا کہا جاتا ہے لیکن پولیس کے مطابق بھائی موقع سے فرار ہو گئے، جس کے بعد تالا توڑ کر خاتون کو بازیاب کرایا گیا۔پولیس کے مطابق کمرے کے اندر پنکھا نہیں تھا، ایک سلائی مشین، ایک جائے نماز اور ایک چارپائی تھی جبکہ خاتون کے گلے میں ڈالی گئی زنجیر کو دو بڑے بڑے تالے لگے تھے اور زنجیر پیر سے لپٹی ہوئی تھی۔

خاتون کا بیان

خاتون نے پولیس کو اپنے بیان میں بتایا ہے کہ اب سے تیرہ سال پہلے اس کی شادی ہوئی تھی اور اس دوران اس کے دو بچے پیدا ہوئے۔ان میں سے ایک بیٹی ہے جس کی عمر دس سال ہے اور بیٹے کی عمر آٹھ سال ہے۔اس دوران شوہر کے ساتھ گھریلو ناچاقی پیدا ہوئی جس کے بعد ایک بھائی نے ایک مکان' مجھے دیا جہاں میں رہنے لگی۔اس ناچاقی کے دوران اپریل 2016 میں شوہر نے مجھے طلاق دے دی۔میں نے بچوں کے اخراجات پورے کرنے کے لیے صوابی کی فیملی کورٹ میں سابق شوہر کے خلاف دعویٰ دائر کر دیا۔' جب پتا چلا کہ داماد تین سال سے بیٹی پر تشدد کر رہا ہے تو پاؤں تلے زمین سرک گئی' پولیس نے بتایا کہ خاتون کے مطابق جب وہ عدالت جاتی تو اس کے بھائیوں کو یہ ناگوار گزرتا تھا۔خاتون نے الزام لگایا ہے کہ 'میرے بھائی میرے باہر گھومنے پر ناراض تھے اس لیے کوئی دس ماہ پہلے انھوں نے مجھے ایک بھائی کے خالی گھر میں زنجیروں کے ساتھ باندھ دیا اور مجھے مارنے کی دھمکیاں بھی دیتے رہے۔' پولیس نے بتایا کہ خاتون کو جب رہا کرایا گیا تو انھوں نے بتایا کہ عدالت میں جب مقدمہ کر دیا گیا تھا تو بھائیوں نے مبینہ طور پر سابق شوہر کے ساتھ رابطے کیے اور بچے اس کے حوالے کر کے یہ یقین دلایا تھا کہ ان کی بہن اب عدالت نہیں جائے گی۔پولیس کو یہ بھی اطلاع دی گئی ہے کہ اس وقت ان لوگوں نے مبینہ طور پر مل کر یا جرگے کی شکل میں ہی یہ فیصلہ کیا تھا۔

بھائیوں کا موقف

صوابی پولیس تھانے کے ایس ایچ او عجب خان نے بتایا کہ ان کے بھائیوں کا دعویٰ تھا کہ ان کی بہن ذہنی مریضہ ہے اور اس کے تحفظ کے لیے انھوں نے اسے گھر میں رکھا تھا جس پر پولیس نے کہا کہ خاتون تو بظاہر ذہنی طور پر بیمار نہیں لگتی۔پولیس نے جب بھائیوں سے اس حوالے سے میڈیکل ریکارڈ طلب کیا کہ بتائیں کہ کس ڈاکٹر سے اس کا علاج کرایا جا رہا تھا، تو پولیس کے مطابق بھائیوں نے اپنا موقف تبدیل کر دیا۔پولیس نے خاتون کو دارالامان بھیج دیا۔

(عزیز اللہ خان)

توہینِ مذہب کے الزام میں ایک نوجوان کی گرفتاری

بونیر بونیر میں پولیس نے توہینِ مذہب کے الزام میں ایک نوجوان کو گرفتار کیا ہے۔ پولیس کا کہنا ہے کہ مومن خان نامی نوجوان کو پولیس نے گرفتار کرلیا ہے اور ان کے خلاف ایف آئی آر درج کردی گئی ہے۔ واقعے کے خلاف مقامی لوگوں نے پولیس اسٹیشن کے سامنے احتجاج بھی کیا۔ مظاہرین نے پولیس اسٹیشن پر حملہ کی کوشش کی اور ملزم کو ان کے حوالے کرنے کا مطالبہ کیا۔ پولیس اسٹیشن پر حملے کے نتیجے میں 4 پولیس اہلکار معمولی طور پر زخمی بھی ہوئے۔ آج دوسرے روز بھی مشتعل مظاہرین کو منتشر کرنے کیلیے پولیس نے ہوائی فائرنگ اور ڈنڈوں کا استعمال کیا جس سے کئی مظاہرین زخمی ہوگئے۔ مظاہرین کے پتھراؤ سے تین پولیس اہلکار زخمی ہوئے۔ پولیس کی طرف سے صحافیوں پر بھی تشدد کیا گیا۔ دوسرے روز احتجاجی مظاہرے میں سینکڑوں لوگوں نے شرکت کی۔ واقعہ ضلع بونیر کے مرکزی بازار سواڑی میں میں پیش آیا تھا جہاں مومن خان ولد اول خان جو افغانی شہری ہے اور سواڑی شہر کے قریب ریگا گاؤں میں رہائش پذیر ہے پر توہین مذہب کا الزام عائد ہوا تھا۔ وہ مارکیٹ جہاں یہ واقعہ پیش آیا وہاں کے ایک دکاندار نے کہا کہ "میں نے جب مارکیٹ کے دیگر دکانداروں کا غصہ دیکھا جو اس شخص کو مارنے جمع ہو رہے تھے تو میں نے تھانہ سٹی کے ایس ایچ او الطاف کو کال کر کے نفری کے ہمراہ جلد پہنچنے کا کہا جب پولیس آگئی اور اس لڑکے کو اپنے ساتھ لے گئے تو پہلے بازار کے دکاندار اور اس کے بعد علاقے کے لوگ تھانے کے باہر جمع ہونا شروع ہوگئے۔ احتجاجی مظاہرہ آہستہ آہستہ جلسے میں تبدیل ہوگیا علاقہ مشران اور علما کرام نے مشتعل عوام کو روکنے کیلیے ایک کمیٹی بنائی اور پولیس کے ساتھ بیٹھ گئے۔ اس کے بعد علمائے کرام کی موجودگی میں چشم دید گواہ محمد رضوان کی مدعیت میں مومن خان ولد اول خان کے خلاف دفعہ 295 سی اور 295 اے کے خلاف ایف آئی آر درج کی گئی ہے۔ علاقہ مشران اور علمائے کرام نے مشتعل مظاہرین سے بات کرنے کی کوشش کی مگر مظاہرین ماننے کو تیار نہیں تھے اور مطالبہ کر رہے تھے کہ "مومن خان کو ہمارے حوالے کردو۔" مظاہرہ جب تشدد کی جانب بڑھنے لگا تو سٹی تھانہ کے سامنے عوام نے سڑک کو ہر قسم کی ٹریفک کیلیے بند کر کے آگ جلائی۔ علاقہ مشران اور علما کرام نے کوشش کی کہ کسی طرح مظاہرین کو قابو کیا جائے مگر کوئی بھی ماننے کو تیار نہیں تھا۔" ڈی پی او عبدالرشید اور اسسٹنٹ کمشنر موقع پر موجود تھے۔ پی ٹی آئی ضلعی رہنما سید ناصر عباس باچا مظاہرین سے بات چیت کرنے میں مصروف تھے کہ پولیس نے ہوائی فائرنگ شروع کردی اور لاٹھی چارج کا آزادانہ استعمال بھی کیا گیا۔ پولیس کی طرف سے مظاہرین کے ساتھ ساتھ موقع پر موجود صحافیوں پر بھی لاٹھی چارج کیا پولیس کی طرف سے مظاہرین کئی مظاہرین کو گرفتار کرلیا گیا اور سڑک کو ٹریفک کیلیے کھول دیا گیا۔ مظاہرے کی وجہ سے سواڑی شہر کو کئی گھنٹوں تک بجلی معطل رہی جس کے باعث عوام کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ ڈی ایس پی ناصر خان نے کہا کہ مبینہ طور پر گستاخی کرنے والا شخص پولیس کی تحویل میں ہے۔ اس کے خلاف علمائے کرام کی موجودگی میں ایف آئی آر بھی درج کردی گئی ہے۔ ملزم کے ساتھ قانون کے مطابق کاروائی کی جائے گی۔ بازار کے تاجروں نے شہر کی تمام دکانیں بند کر کے سواڑی چوک میں احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مظاہرین نے کہا کہ ہم علمائے کرام کی مشاورت سے وکلا کو بھی کہتے ہیں کہ " کوئی بھی وکیل اس شخص کا کیس نہیں لڑے گا اور ہم سب تاجر مالی و جانی تعاون کر کے گستاخِ رسول کو قانون کے مطابق سزا دلوانے کی بھرپور کوشش کریں گے"۔

(مسعود شاہ)

تشدد کے خاتمے کا مطالبہ

حیدرآباد 27 جون کو ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان نے پولیس کی تحویل میں تحقیقات کے نام پر ہونے والے ذہنی، نفسیاتی اور جسمانی تشدد کو مسترد کرتے ہوئے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ تشدد کے خلاف ملکی آئین و قانون اور اقوام متحدہ کے کنونشن کے مطابق اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے سمیت تحقیقات کے طریقہ کار کو تبدیل کیا جائے اور شک کی بنیاد پر ملزموں پر تشدد کرنے اور ان کی جبری گمشدگیوں کا سلسلہ بند کیا جائے۔ یہ مطالبہ ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان حیدرآباد چیپٹر کی جانب سے پریس کلب حیدرآباد میں تشدد کے خلاف عالمی دن کے موقع پر منعقدہ تقریب میں مقررین نے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ ایچ آر سی پی حیدرآباد کے ریجنل کوآرڈینیٹر ڈاکٹر امداد چانڈیو، سندھ سجادگی فورم کے سیکریٹری جنرل محبّ آزاد لغاری، پروفیسر عبدالمجید چانڈیو اور پشپا کماری سمیت دیگر نے کہا کہ تحقیقات کے دوران پولیس اہلکاروں سمیت قانون نافذ کرنے والے اداروں کی جانب سے ہونے والا تشدد غیر قانونی اور غیر آئینی ہے۔ "ہم قانون کی خلاف ورزی کرنے والوں سے رعایت کے طلبگار نہیں ہیں لیکن کسی بھی انسان کی تذلیل کرنا یا تشدد کرنے کے خلاف ہیں۔" انہوں نے کہا کہ یہاں پاکستان میں دوہرا قانون ہے طاقتور اپنی طاقت کے زور پر کمزور پر تشدد کرتا ہے جبکہ قانون نافذ کرنے والے ادارے تحقیقات کے دوران تشدد کو اپنا حق سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ملک کا آئین اور قانون انسانی حقوق کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہے، عدالتیں موجود ہیں اگر کوئی مجرم ہے تو اسے عدالت سزا دے۔ اس موقع پر غفرانہ ارائین اور راقم الحروف لالہ عبدالحلیم شیخ بھی موجود تھے۔

(لالہ عبدالحلیم)

سیاسی کارکنان کی جبری گمشدگیوں کے خلاف احتجاج کا اعلان

حیدرآباد عوامی ورکرز پارٹی سندھ کے صدر کامریڈ بخشل تھلو، جنرل سیکرٹری جاوید راجپر، عالیہ بخشل، کامریڈ مقصودہ اور دیگر نے حیدرآباد پریس کلب میں پریس کانفرنس کرتے ہوئے کہا کہ سندھ میں دھرتی کے وارثوں کے لئے حالات روز بروز تنگ ہو رہے ہیں جبکہ حکمران طبقہ اور ملک ریاض جیسے سرمایہ داروں کی ملی بھگت سے سندھ کی سرحدی پٹی، تھر، لاڑ اور کوہستان پر قبضے کا عمل تیزی سے جاری ہے جس کے خلاف سندھ کی عوامی تحریک بھی اب ایک نئے دور داخل ہو رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ نام نہاد جمہوری حکومتوں کا دور اصل میں بدترین آمریت کا دور ہے۔ سیاسی کارکنان کی جبری گمشدگیوں کا سلسلہ جاری ہے اور کارکنان کے خلاف جھوٹے کیس درج کر کے انہیں جیلوں میں بھیجا جا رہا ہے تا کہ بحریہ ٹاؤن اور دیگر سندھ دشمن میگا پروجیکٹس کے خلاف جاری پرامن تحریک کو کچلا جا سکے۔ انہوں نے کہا کہ عوامی ورکرز پارٹی سندھ کے لیبر سیکرٹری، نصیر آباد شہر سے منتخب کونسلر اور شہری اتحاد کے سابق صدر کامریڈ سینگھار نوناری کو گزشتہ رات ان کے گھر کے دروازے توڑ کر قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہلکار انہیں اپنے ساتھ لے گئے جو اب تک لاپتہ ہیں۔ جبکہ اس واقعہ کی مقامی تھانہ ایف آئی آر درج کرنے کے لئے تیار نہیں ہے اور نہ ہی سینگھار نوناری کے حوالے سے معلومات دے رہے ہیں۔

(لالہ عبدالحلیم)

پاک افغان بارڈر کی بندش سے کاروباری حلقوں کو سخت مشکلات کا سامنا

چمن انجمن تاجران جماعت اسلامی اہلسنت والجماعت لغڑی اتحاد مظلوم اولسی تحریک کے مشران صادق اچکزئی، قاری امداد اللہ، عبدالخالق سنی، حاجی عبدالرازق اور امیر محمد نے بتایا کہ آئے روز چمن پاک افغان بارڈر کی بندش سے لاکھوں افراد بے روزگار ہو چکے ہیں۔ دنیا بھر میں ممالک نے سرحدیں کورونا کے پیش نظر نرمی کر کے کھول رکھی ہیں جبکہ چمن بارڈر بار بار بند کیا جاتا ہے۔ سرحد پر حکومت کی جانب سے لغڑی پیکج کے نام سے تاجروں کے ساتھ کئے گئے وعدے ابھی تک ایفا نہیں ہوسکے۔ لاکھوں مقامی افراد نان شبینہ کے محتاج ہیں۔ چمن میں بے روزگاری کی شرح میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے یہاں پر ملازمتیں سرِ عام بکتی ہیں جبکہ مستحق افراد کی حق تلفی ہو رہی ہے۔

(محمد صدیق مدنی)

تفریحی سہولیات کے لیے بنا پارک تباہ حالی سے دوچار

نوشکی نوشکی میں 2005 میں شہریوں اور بچوں کو تفریحی سہولیات کے لیے پارک کی تعمیر عمل میں لائی گئی۔ سابق گورنر بلوچستان اویس غنی نے 25 جولائی 2005 کو پارک کا افتتاح کیا۔ پارک میں جھولوں کی تنصیب اور دیگر تفریحی سہولیات بھی بنائی گئی لیکن متعلقہ حکام نے پارک کو فعال بنانے کے لیے کوئی بہتر حکمت عملی وضع نہیں کی جس کی وجہ سے شہری اس سہولت سے استفادہ نہیں کر سکے۔ 2017 میں سابق صوبائی وزیر بلدیات حاجی میر غلام دستگیر بادینی نے وزیر اعلیٰ پیکج سے پارک کو فعال بنانے کے لیے چار کروڑ روپے کی کثیر لاگت سے پارک میں ٹرین سروس، واکنگ ٹریک ہال میں بچوں کی تفریحی سہولیات کے لیے مختلف ایٹمز کی تنصیب، سوئمنگ پول، کینٹین، ٹک شاپس، بیوٹی پارلر اور سولر سسٹم کی تنصیب عمل میں لائی۔ حاجی میر غلام دستگیر بادینی نے مارچ 2017 میں پارک ہال کا افتتاح کیا لیکن متعلقہ حکام کی عدم توجہی کے باعث کروڑوں روپے کی لاگت سے تعمیر ہونے والا پارک تباہ ہو رہا ہے۔ پارک کے درخت، ٹریک جھولے اور دیگر چیزیں ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو رہی ہیں۔ سولر اسٹریٹ لائٹس ناکارہ جبکہ پارک کے درمیان سے گزرنے والی ندی صفائی نہ ہونے کی وجہ سے گندگی کے ڈھیر میں تبدیل ہو چکی ہے۔ متعلقہ حکام کی عدمِ توجہی کا اس سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پندرہ سالوں کا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود بھی پارک کو فعال بنانے کے لیے کوئی بہتر حکمت عملی نہیں بنائی جا سکی جس کی وجہ سے نوشکی کے شہری اور بچے پارک کی تعمیر پر کرڑورں روپے خرچ ہونے کے باوجود تفریحی سہولیات سے محروم ہیں۔ نوشکی کے شہریوں اور سماجی حلقوں نے انسانی حقوق کی تنظیموں، صوبائی اور ضلعی انتظامیہ کی توجہ اس مسئلہ کی جانب مبذول کراتے ہوئے مطالبہ کیا ہے نوشکی شہید لیفٹیننٹ صفی اللہ بادینی پارک کو مزید تباہی سے بچانے کے لیے فوری اقدامات کیے جائیں۔

(محمد سعید)

نوجوان نے ایک خاتون کی جان لے لی

میانوالی تفصیلات کے مطابق محلّہ چنن خیل پائی شہر کی رہائشی مطلوبہ بی بی بیوہ محمد نواز اپنے گھر میں موجود تھی کہ اس کے دیور مطیع اللہ کا بیٹا بلال خان آتشیں اسلحہ سے لیس مطلوبہ بی بی کے گھر آیا اور اسے فائر مار دیا جس سے وہ شدید زخمی ہو کر گر پڑی اور موقع پر دم توڑ گئی۔ قاتل موقع سے فرار ہو گیا۔ وجہ عناد اراضی کا جھگڑا بتائی جا رہی ہے۔ پولیس نے مقدمہ درج کر لیا ہے۔ واقعہ 22 جون کو پیش آیا تھا۔

(محمد رفیق میانوالی)

تیزاب گردی کی شکار لڑکی دم توڑ گئی

کوہاٹ 24 جولائی کو کوہاٹ میں تقریباً ایک ماہ قبل تیزاب گردی کی شکار جواں سالہ لڑکی زخموں کی تاب نہ لا کر دم توڑ گئی، تاہم واقعہ میں ملوث مبینہ نامعلوم ملزم اب تک پولیس کی گرفت میں نہیں آ سکا۔ پولیس کے مطابق تقریباً ایک ماہ قبل 28 جون کو دن دیہاڑے کوہاٹ چھاؤنی کے علاقے میں واقع سرکاری کوارٹر کے اندر گھس کر نامعلوم ملزم نے ایک جواں سال لڑکی ارحم گل پر تیزاب پھینک دیا تھا جس سے وہ جھلس کر بری طرح زخمی ہو گئی تھی جبکہ اس پراسرار واقعہ میں ملوث مبینہ نامعلوم ملزم فرار ہو گیا تھا۔

(بشکریہ اردو پوائنٹ)

کمسن ہندو بچی جنسی زیادتی کے بعد قتل

بینظیر آباد 24 جولائی کو ضلع شہید بینظیر آباد کی تحصیل دوڑ کے علاقے باندھی کے گوٹھ عبدالخالق راجپر میں ہندو کمیونٹی کی 5 سالہ معصوم بچی سندھیا بھیل کو مبینہ طور پر زیادتی کا نشانہ بنانے کے بعد قتل کر کے لاش گنے کی فصل میں پھینک دی گئی۔ 5 سالہ معصوم بچی اپنے خاندان کے ہمراہ گاوں عبدالخالق راجپر میں شادی کی تقریب میں شریک تھی۔ تقریب کے دوران وہ اچانک غائب ہو گئی رات بھر تلاش کیے جانے کے بعد علی الصبح سندھیا بھیل کی لاش گنے کی فصل سے برآمد ہوئی۔ پولیس کے مطابق بچی کو گلہ گھونٹ کر مارا گیا ہے۔ پولیس نے ضابطے کی کارروائی کے بعد لاش ورثا کے حوالے کر دی۔ مقتول بچی کے چچا موھن بھیل اور ساجن بھیل کا کہنا ہے کہ ان کی کسی سے دشمنی نہیں تھی۔ ہم تو شادی کی تقریب میں مصروف تھے کہ اسی دوران بچی کھیلتے ہوئے لاپتہ ہو گئی۔ رات بھر تلاش کے بعد بچی مردہ حالت میں گنے کی فصل سے برآمد ہوئی۔ واقعہ کی اطلاع پولیس کو دی گئی۔ ورثا نے بچی کے قتل کے حوالے ایس ایس پی سے رابطہ کیا اور درخواست کی کہ ہمیں انصاف مہیا کیا جائے جس پر ایس ایس پی امیر سعود مگسی نے فوری احکامات دیتے ہوئے باندھی پولیس سے واقعہ کی رپورٹ طلب کی۔ پولیس نے تفتیش کے دوران دو ملزمان ساجن اور نرمل بھیل کو گرفتار کر کے ان کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے۔

(آصف البشر)

دو کمسن بھائیوں کا جنسی زیادتی کے بعد قتل

اوکاڑہ 2 جولائی 2021 کو اوکاڑہ کے محلّہ رحمان کالونی کے رہائشی دو بھائیوں علی احمد اور طلحہ جنہیں دینی درس گاہ کے قریب سے دو روز قبل اغوا کر کے نہر لوئر باری دوآب میں پھینک دیا گیا تھا کے قتل کے میں ملوث ملزمان تنویر اور نعمان کو سی سی ٹی وی فوٹیج کی پولیس نے گرفتار کر لیا ہے۔ ملزمان نے اعترافِ جرم کر لیا تھا۔ ریسکیو اداروں نے لاشیں برآمد کر کے پوسٹ مارٹم کے لیے ساؤتھ سٹی ہسپتال منتقل کیں جہاں پر میڈیکل آفیسر ڈاکٹر اعجاز شاہ نے ورثا اور پولیس کی موجودگی میں دونوں بچوں کا پوسٹ مارٹم کیا جس میں بچوں پر جسمانی تشدد ثابت نہیں ہوا بلکہ بچوں کے ساتھ مبینہ بدفعلی کے آثار پائے گئے۔ ڈاکٹر کے مطابق انہوں نے ضروری نمونے حاصل کر لیے ہیں اور انہیں فرانزک رپورٹ کے لیے لاہور بھجوایا جائے گا۔ دوسری طرف پولیس نے ملزمان سے تفتیش کے متعلق بتایا کہ ملزمان نے بچوں کے ساتھ بدفعلی کا اعتراف کیا ہے اور مزید انکشاف کیا کہ ان کے ساتھ ایک اور لڑکا عبدالرزاق بھی تھا۔ ڈی پی او اوکاڑہ فیصل شہزاد نے فوری طور پر پولیس کی سپیشل ٹیم تشکیل دیتے ہوئے ملزم عبدالغفار کی گرفتاری کے لیے روانہ کر دی تھی جو اس کی گرفتاری کے لیے چھاپے مار رہی ہے۔ ڈی پی او کا کہنا ہے کہ ملزم کو جلد از جلد گرفتار کر لیا جائے گا۔

(اصغر حسین حماد)

خواجہ سراء کا قتل

تخت بھائی تخت بھائی سرکل پولیس نے مشہور ومعروف خواجہ سراء مبشر سید عرف کالجی ولد وزیر سید سکنہ محلہ سیدان گجرات کے قتل میں ملوث تین میں سے دو ملزمان کو اسلحے سمیت گرفتار کرلیا۔اس سلسلے میں اے ایس پی تخت بھائی سرکل محمد قیس نے ایس ایچ او تھانہ ساڑوشاہ محمد زبیر خان، ایس ایچ او تخت بھائی نور محمد خان، ایس ایچ او لوند خوڑ ولایت شاہ خان، تفتیشی انچارج درویش خان کے ہمراہ پریس کانفرنس میں پولیس اسٹیشن میں میڈیا کو بتایا کہ تھانہ ساڑوشاہ پولیس نے مقتول سید ریسید ولد وزیر سید سکنہ محلہ سیدان گجرات کی طرف سے درج شدہ ایف آئی آر کی روشنی میں گزشتہ رات تخت بھائی لیبر کالونی کے عقب میں رونماء ہونے والے ناخوشگوار واقعے کا ڈی پی او مردان ڈاکٹر زاہد اللہ نے سختی سے نوٹس لیتے ہوئے پولیس کو ملزمان فوری طور پر گرفتار کرنے کے احکامات جاری کئے تھے۔جس پر تخت بھائی سرکل پولیس نے 12 گھنٹے کی مسلسل جدوجہد اور پے درپے چھاپوں کے بعد نامزد ملزمان بلال ولد مرزا خان اور جان عالم عرف جانے ولد محمد عمر ساکنان سری بہلول تخت بھائی کو گرفتار کرلیا اور ان کے قبضے سے واردات میں استعمال ہونے والا اسلحہ بھی برآمد کرلیا جبکہ تیسرے فرار ہونے والے ملزم کے نام کو صیغہ راز میں رکھا گیا۔انہوں نے انکشاف کیا کہ ملزم جان عالم عرف جانے اور مشہور ومعروف خواجہ سراء مبشر سید عرف کالجی کے درمیان کئی سالوں سے دوستی چلی آرہی تھی۔اور خواجہ سراء اس دوران اپنے عاشق کو نان نفقہ اور نشے کا خرچہ بھی دیتا تھا کہ اچانک مقتول نے ملزم کو خرچہ دینا بند کردیا۔اور دونوں کے درمیان چند دن پہلے زبانی تکرار ہوئی تھی جس پر ملزم کو رنج تھا۔جنہوں نے موقع پاکر اسے قتل کردیا۔ملزمان کو ہفتے کے روز تخت بھائی کی مقامی عدالت میں پیش کرکے مزید تفتیش کیلئےان کا جسمانی ریمانڈ حاصل کرنے کیلئے پیش کیا جائیگا۔

(نامہ نگار)

11 سالہ بچے پر تشدد

نوشکی نوشکی مسجد روڈ پر واقع ایک تنور پر ایک 11 سالہ بچہ عمران ولد مہتین اللہ کام کرتا تھا۔ 27 جون کو تنور کے مالک شمس اللہ نے گرم سیخ اس کے گردن پر رکھ دی اور تشدد کا نشانہ بنایا جس کی وجہ سے بچہ زخمی ہوگیا۔بچے کو ٹیچنگ ہسپتال میں طبی امداد دی گئی بچے ساتھ تشدد کی خبر سوشل میڈیا پر وائرل ہونے کی وجہ سے نوشکی پولیس نے فوری کاروائی کرتے ہوئے شمس اللہ نجیب اللہ کو گرفتار کرلیا۔عمران نے پولیس تھانہ میں ایچ آر سی پی کے کوآرڈینیٹر کو بتایا کہ وہ یتیم ہے۔اس کی والدہ افغانستان میں ہیں۔ پانچ ماہ قبل شمس اللہ مجھے افغانستان سے کام کے لیے نوشکی لائے۔ دونوں ملزمان پولیس کی حراست میں ہیں۔ان کا کیس عدالت میں چل رہا ہے بچے کو بھی حفظ امان کے طور پر تھانہ میں رکھا گیا ہے۔ پولیس کے مطابق بچے کو واپس افغانستان بھجوانے کے لیے اقدامات کیے جارہے ہیں۔

(محمد سعید)

پانی کی عدم دستیابی کے خلاف احتجاجی مظاہرہ

---- ضلع خیبر کے ملاگوری کے گاؤں آلہ دوش کلی کے عوام نے پینے کے صاف پانی کی عدم دستیابی کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا۔مظاہرین کی قیادت ابوالحسن، جعفر ماما و دیگر کررہے تھے۔مظاہرین کا کہنا تھا کہ علاقے میں پانی کی شدید قلت ہے اور علاقہ کربلا کا منظر پیش کررہا ہے جس کی وجہ سے علاقے کے عوام پانی کی بوند بوند کو ترس رہے ہیں۔ان کا کہنا تھا کہ گاؤں آلہ دوش کی آبادی 3 ہزار سے زائد نفوس پر مشتمل ہے اور لوگ گاڑیوں اور سروں پر دور دراز کے علاقوں سے پانی لارہے ہیں۔مظاہرین نے حکام بالا سے مطالبہ کیا کہ علاقے کے عوام کی حالت زار پر رحم کیا جائے اور پانی کا مسئلہ فوری طور پر حل کیا جائے بصورت دیگر وہ احتجاج کا دائرہ وسیع کردیں گے۔

(مسعود شاہ)

پانی کی عدم دستیابی کے خلاف احتجاجی مظاہرہ

---- ضلع خیبر کے ملاگوری کے گاؤں آلہ دوش کلی کے عوام نے پینے کے صاف پانی کی عدم دستیابی کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا۔مظاہرین کی قیادت ابوالحسن، جعفر ماما و دیگر کررہے تھے۔مظاہرین کا کہنا تھا کہ علاقے میں پانی کی شدید قلت ہے اور علاقہ کربلا کا منظر پیش کررہا ہے جبکہ دریائے کابل سے جو پائپ لائن بچھائی گئی ہے اس میں بھی ان کا علاقہ یکسر نظرانداز کردیا گیا ہے جس کی وجہ سے علاقے کے عوام پانی کی بوند بوند کو ترس رہے ہیں۔ان کا کہنا تھا کہ گاؤں آلہ دوش کی آبادی 3 ہزار سے زائد نفوس پر مشتمل ہے اور لوگ گاڑیوں اور سروں پر دور دراز کے علاقوں سے پانی لارہے ہیں۔مظاہرین نے حکام بالا سے مطالبہ کیا کہ علاقے کے عوام کی حالت زار پر رحم کیا جائے اور پانی کا مسئلہ فوری طور پر حل کیا جائے بصورت دیگر وہ احتجاج کا دائرہ وسیع کردیں گے۔

(مسعود شاہ)

بھائی نے بہن کو قتل کر دیا

میانوالی تفصیلات کے مطابق ہرنولی کے علاقہ السڑنوالہ میں آمنہ بی بی نے اپنے پہلے شوہر سے طلاق لے کر اپنے کزن اشفاق احمد سے پسند کی شادی کرلی جس کا آمنہ بی بی کے گھر والوں کو رنج تھا۔24 جون کو آمنہ بی بی کا بھائی عصمت اللہ اپنی بہن کے گھر آیا اور آتے ہی آتشیں اسلحہ سے اس پر فائرنگ کردی جس سے آمنہ بی بی موقع پر دم توڑ گئی۔ پولیس نے آمنہ بی بی کے شوہر کی درخواست پر مقدمہ درج کرلیا ہے۔

(محمد رفیق میانوالی)

چار خواتین کا قتل

سکھر 25 جولائی کو ضلع شکارپور کی تحصیل گڑھی یاسین کی حدود تھانہ 20 میل کے نواحی گاؤں فقیر گوٹھ میں ملزم غلام اصغر جونیجو نے پسٹل کے فائر کرکے 21 سالہ بیوی مسماۃ سلمہ 40 سالہ چچی فرزانا زوجہ غلام حسین اور دو بیٹیوں 7 سالہ کبرہ اور 10 سالہ اقصا کو ہلاک کردیا۔جب کہ عذرہ نامی بچی تشویشناک حالت میں لاڑکانہ کے چانڈکا اسپتال میں داخل ہے۔پولیس نے اطلاع ملتے ہی لاشیں تحویل میں لیکر سول اسپتال شکارپور سے لاشیں پوسٹ مارٹم کرواکے ورثاء کے حوالے کردیں جب کہ ملزم کو پسٹل سمیت گرفتار کرلیا ہے۔ملزم کا ذہنی توازن خراب بتایا جارہا ہے جب کہ علاقے میں سیاہ کاری کی افواہ بھی گردش کررہی ہے۔حدود تھانہ 20 میل ملزم کے خلاف مقدمہ دائر کردیا گیا ہے۔

(شاکر جمالی سکھر)

زنجیروں میں جکڑی لڑکی بازیاب

اوکاڑہ 13 جولائی کو حویلی لکھا کے نواحی گاؤں پٹھان کوٹ میں زنجیروں میں جکڑی لڑکی کو بازیاب کرالیا گیا۔ شادی شدہ لڑکی کو کمرے میں بند کرکے رکھا گیا تھا۔حویلی لکھا کے نواحی علاقہ پٹھان کوٹ میں شادی شدہ خاتون کو اس کے خاوند ذوالقرنین نے کمرے میں نظر بند کرکے زنجیروں میں جکڑ رکھا تھا۔لڑکی سمیرا بی بی نے عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کررکھا ہے جبکہ اس کے خاوند نے زبردستی زنجیروں میں جکڑ کر کمرے میں باندھ کر رکھا ہوا تھا۔ 15 کی کال پر پولیس نے لڑکی کو بازیاب کرالیا لڑکی نے خود کو دارالامان منتقل کرنے کی درخواست کی ہے جبکہ عورت کا خاوند ذوالقرنین فرار ہوگیا ہے۔

(اصغر حسین حماد)

فیسوں میں اضافے

کیخلاف طالبہ کی ریلی

حیدر آباد 2 جون کو جامعہ سندھ کے مختلف شعبہ جات میں زیرِ تعلیم سیکڑوں طلبہ فیسوں میں اضافے کے خلاف سراپا احتجاج بن گئے۔ ریلی نکال کر دھرنا دیا اور یونیورسٹی انتظامیہ کیخلاف نعرے لگائے۔ طلبہ نے صوبائی مشیر نثار کھوڑو کا گھیراؤ بھیکیا۔ جامعہ سندھ جامشورو کے طلبہ نے سالانہ سمسٹر فیس میں 30 فصید اضافے کے کیخلاف آرٹ فیکلٹی سے ریلی نکالی اور ایڈمنسٹریٹر بلاک کے سامنے دھرنا دیا۔ سندھ یونیورسٹی اسٹوڈنٹ کمیٹی کے منصور کلوڑ، ہالار جمالی، میر سرفراز نور اور بلال مصطفیٰ بگھیو کی قیادت میں نکالی گئی ریلی ایک گھنٹے بعد بینظیر بھٹو کنونشن سینٹر پہنچ گئی جہاں 2 روزہ عالمی کانفرنس جاری تھی جس کے مہمانِ خصوصی صوبائی مشیر نثار کھوڑو تھے۔ طلبہ نے دھرنا دیتے ہوئے گیٹ بند کر دیا اور نعرے لگائے۔ مظاہرین کا کہنا تھا کہ انتظامیہ نے فیسوں میں بلا جواز اضافہ کیا ہے جس سے متوسط طبقے سے تعلق رکھنے والے طالبعلم شدید پریشان ہیں۔ فیسوں میں اضافہ فی الفور ختم کیا جائے۔ دوسال سے کورونا وبا کے باعث یونیورسٹیوں میں تدریسی عمل کئی ماہ بند رہا مگر اس کے باوجود سالانہ سمسٹر فیسوں میں 40 فیصد تک اضافہ کیا گیا۔ ہاسٹلز میں سہولتیں نہ ہونے کے برابر ہیں، پانی تک موجود نہیں۔ ہاسٹل میں مقیم طلبہ کو ہراساں کرنا بند کیا جائے۔ طلبہ کو معیاری ٹرانسپورٹ مہیا کی جائے۔ یونیورسٹی میں پینے کے صاف پانی کی فراہمی ممکن بنائی جائے۔ احتجاج کرنے والے شاگردوں نے نثار کھوڑو کا کانفرنس سے واپسی پر گھیراؤ کرتے ہوئے نعرے لگائے۔ صوبائی مشیر کو مظاہرین سے بات چیت میں کافی دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔ صوبائی مشیر وائس چانسلر کو فیسوں میں نظر ثانی کی ہدایات کرتے ہوئے روانہ ہو گئے۔ ان کی یقین دہانی پر طالبہ نے احتجاج ختم کر دیا۔

(لالہ عبدالحلیم)

سندھ کے بالائی علاقوں میں ڈاکو راج

جامشورو 23 مئی کو ڈی آئی جی لاڑکانہ ناصر آفتاب پٹھان اور ایس ایس پی شکارپور امیر سعود مگسی کی قیادت میں 6 اے پی سیز اور 25 پولیس موبائلز کے ذریعے 200 پولیس اہلکاروں نے ضلع شکارپور کے تھانہ ناپر کوٹ کی حدود میں کچے کے علاقے میں آپریشن شروع کیا۔ آپریشن کا مقصد دو دن پہلے ٹرک ڈرائیور نعمت اللہ اور نقیب اللہ پٹھان سمیت دیگر مغویوں کو ڈاکو سکھیو تیغانی اور جھنگل تیغانی سے بازیاب کروانا تھا۔ پولیس کے جاتے ہی ڈاکوؤں نے فائرنگ شروع کر دی۔ جدید ہتھیاروں اور راکٹ لانچرز کی فائرنگ سے ایک اے پی سی کی زنجیر ٹوٹ گئی۔ اے پی سی رک گئی۔ ڈاکوؤں نے اس پر فائرنگ کر دی جس سے دو اہلکار منور علی جتوئی، عبدالخالق سولنگی اور نجی فوٹو گرافر حسیب شیخ جان بحق ہو گئے جب کہ 6 اہلکار سجاد چانڈیو، سعید مہر، اسداللہ پہوڑ، عمران سومرو، زاہد ابڑو اور غلام سرور کوری زخمی ہو گئے جن کو بعد میں ہسپتال منتقل کیا گیا، واقعہ کے بعد ڈاکوؤں نے اے پی سی پر سیلفیاں بنائیں اور اپنے وڈیو بیانات سوشل میڈیا پر وائرل کیے جس سے علاقے میں مزید خوف و ہراس پھیل گیا۔ دوسری طرف ڈی آئی جی لاڑکانہ اور ایس ایس پی شکارپور نے پریس کانفرنس میں بتایا کہ " آپریشن کامیاب جا رہا تھا کہ اچانک راکٹ فائر سے اے پی سی کی زنجیر ٹوٹ گئی اور وہ پیچھے رہ گئی ھم نے 6 مغویوں کو بازیاب کرا لیا اور 3 اغوا کاروں کو حراست میں لیا جب کہ 8 ڈاکو مارے گئے ہیں۔ ہمارے تین جوان شھید ہو گئے ہیں۔" دوسری طرف وقوعہ کے تیسرے دن شکارپور پولیس نے کراچی کے علاقے گلستان جوہر سے سردار تیغو خان تیغانی کے دو بیٹوں خالد اور منور تیغانی کو گرفتار کر لیا۔ بتایا جا رہا ہے کہ شکارپور میں کچے کے علاقے گڑھی تیغو میں ڈاکوؤں کا راج ہے اور ان کو سرداروں اور سیاسی شخصیات کی سرپرستی حاصل ہے جس بنا پر سردار تیغو خان کو حراست میں لیا گیا اس کے ردعمل میں زیرِ حراست سردار کے کزن عبدالنبی تیغانی نے کہا کہ سیاسی مخالفین کو خوش کرنے کے لیے سردار تیغو خان کو گرفتار کیا گیا ہے۔ اس نے الزام لگایا کہ سردار کے دو بیٹوں اور ملازمیں سمیت دس افراد کو حراست میں لے کر غائب کر دیا گیا ہے۔

جہدِ حق کے نامہ نگاروں کو حاصل ہونے والی معلومات کے مطابق، بالائی سندھ کے دو ڈویژن لاڑکانہ اور سکھر کے پانچ اضلاع شکارپور، کشمور- کندھ کوٹ، سکھر، لاڑکانہ، گھوٹکی اور دادو کے کچے کے علاقوں میں ڈاکوؤں کا باقاعدہ راج ہے۔ مختلف علاقوں میں ڈاکوؤں کے الگ الگ گینگ ہیں۔ سب سے زیادہ سرگرم شکارپور کے کچے کا علاقہ گڑھی تیغو ہے جہاں بیلو تیغانی اور جھنگل تیغانی بادشاہ بنے ہوئے ہیں۔ اِسی طرح کشمور- کندھ کوٹ کے درانی مہر تھانہ کی حدود میں کچے کا علاقہ " آدم جو بٹ " میں ڈاکو ٹکر سبزوئی، جیئند و جاگیرانی، ڈاڈو سبزوئی، گدرو جاگیرانی اور نواب جاگیرانی کا راج ہے ان کے گینگ بنے ہوئے ہیں۔ گھوٹکی کے علاقے " رونتی " میں شر ڈاکوؤں کے گینگ ہیں جن کا سردار سلطو شر نامی ڈاکو ہے، سکھر کے کچے " شاہ بیلو " میں منیر مصرانی اور خیرپور کے " باگڑیجی، گمبٹ اور پیر گوٹھ " کے کچے میں احمدو ناریجو اور جتوئی ڈاکوؤں کی سلطنت بنی ہوئی ہے۔ شاہراہوں پر آنے جانے والے لوگوں کے اغو، ڈکیتیوں اور قتل غارت کی وجہ سے ان علاقوں میں ہر وقت دھشت وخوف کا ماحول رہتا ہے، ان کچے کے علاقوں میں پرائمری اسکول تک نہیں اور نہ ہی صحت کی سہولیات ہیں۔ معلومات کے مطابق، یہ ڈاکو سیاسی معاملات اور انتخابی سیاست پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ مقامی انتظامی مشینری سے لے کر اوپر تک ان کی پہنچ ہے۔ اس لیے یہ ہی تاثر پایا جاتا ہے کہ سردار ڈاکوؤں کی سرپرستی کرتے ہیں اور ان سے ناجائز کرواتے ہیں۔ ماضی میں بھی اس طرح ڈاکوؤں کا راج رہا ہے۔ اُس وقت زیریں سندھ کے اضلاع حیدرآباد، سانگھڑ اور میرپور خاص میں بھی ڈاکوؤں کی دھشت تھی مگر 1990 میں منظّم آپریشن سے اُن کا خاتمہ ہو گیا۔ 2007 میں کچے کے علاقوں میں آپریشن کیا گیا تھا۔ اُس کے بعد منظّم کاروائی نہ ہونے اور ڈاکوؤں کی سیاسی اور انتظامی پشت پناہی کی وجہ سے نہ صرف ان کی تعداد میں اضافہ ہوا بلکہ وہ اب دن دہاڑے کاروائیاں کرنے لگے ہیں اور پولیس بھی ان کے سامنے بے بس نظر آتی ہے۔

(سلیم جروار/ امداداللہ کھوسہ)

شہری بنیادی ضروریات زندگی سے محروم

چمن چمن شہر کے اکثر علاقے بنیادی ضروریات زندگی سے یکسر محروم ہیں اور چمن شہر کے قلب میں واقع مرکزی گورنمنٹ گرلز ہائی سکول سمیت تحصیل کچہری میں قائم ٹیوب ویلز عرصہ دراز سے خراب پڑے ہیں جسکے باعث سکول کی طالبات اور ملحقہ آبادی پینے کے پانی اور دیگر ضروریات زندگی سے محروم ہیں۔ علاقہ مکینوں کے مطابق گرمی کے اس شدید موسم میں وہ ٹینکر مافیا کے رحم وکرم پر ہیں جو ایک ٹینکی 2000 روپے سے لیکر 2500 روپے تک کی دیتے ہیں جس کے باعث انہیں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ دوسری جانب چمن شہر کے مختلف نواحی علاقوں میں ابھی تک عوام بجلی کہ سہولت سے محروم ہیں جن میں خاص طور پر کلی حاجی رستم گڑنگ کاریز پرانا چمن، کلی ٹھاکی ولی آباد اور دیگر علاقے شامل ہیں۔ اس کے علاوہ چمن شہر کی مین مال روڈ، بوغرہ روڈ اور ہائی سکول روڈ کی ابتری اور کھڈے پڑنے سمیت نواحی علاقوں میں بنیادی نکاسی آب کیلئے نالیاں اور منظّم منصوبہ بندی کے فقدان سمیت کسی بھی قسم کا کوئی ترقیاتی کام نہیں ہو سکا ہے۔ اہلیان شہر نے ارباب اختیار سے ان مسائل پر توجہ دینے کی اپیل کی ہے۔

(نامہ نگار)

انسانی حقوق کا عالمی منشور

10 دسمبر 1948ء کو اقوام عالم نے انسانی حقوق کا مندرجہ ذیل عالمی منشور منظور کیا

دفعہ - 1	تمام انسان آزاد اور حقوق و عزت کے اعتبار سے برابر پیدا ہوئے ہیں۔ انھیں ضمیر اور عقل ودیعت ہوئی ہے۔ انہیں ایک دوسرے کے ساتھ بھائی چارے کا سلوک کرنا چاہیے۔
دفعہ -2	ہر شخص ان تمام آزادیوں اور حقوق کا مستحق ہے جو اس اعلان میں بیان کیے گئے ہیں اور اس حق پر نسل، رنگ، جنس، زبان، مذہب اور سیاسی تفریق کا یا کسی قسم کے عقیدے، قومیت، معاشرے، دولت یا خاندانی حیثیت وغیرہ کا کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ اس کے علاوہ کسی بھی شخص کے ساتھ اس کے علاقے یا ملک کی، سیاسی، عملی یا بین الاقوامی حیثیت کی بناء پر کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا، خواہ وہ ملک یا علاقہ آزاد ہو یا تولیتی ہو یا غیر مختار ہو یا اقدار اعلیٰ کے لحاظ سے کسی اور بندش کا پابند ہو۔
دفعہ - 3	ہر شخص کو اپنی آزادی، زندگی اور تحفظ کا حق ہے۔
دفعہ - 4	کوئی شخص، غلام یا لونڈی بنا کر نہ رکھا جاسکے گا۔ غلامی اور بردہ فروشی، چاہے اس کی کوئی بھی شکل ہو، ممنوع ہوگی۔
دفعہ - 5	کسی شخص کو جسمانی اذیت، یا ظالمانہ انسانیت سوز، یا ذلت آمیز سزا نہیں دی جائے گی۔
دفعہ - 6	ہر شخص کا حق ہے کہ ہر جگہ اس کی قانونی حیثیت کو تسلیم کیا جائے۔
دفعہ - 7	قانون کی نظر میں سب برابر ہیں اور سب بغیر کسی تفریق کے قانون کے اندر امان پانے کے برابر کے حق دار ہیں۔ اس اعلان کی خلاف ورزی میں جو بھی تفریق کی جائے یا جس تفریق کی بھی ترغیب دی جائے، اس سے بچاؤ کے سب برابر کے حقدار ہیں۔
دفعہ - 8	ہر شخص کو ان فعال کے خلاف جو دستور یا قانون میں دیے ہوئے بنیادی حقوق کی نفی کرتے ہوں، بااختیار قومی عدالتوں سے موئثر طریقے سے چارہ جوئی کرنے کا حق ہے۔
دفعہ - 9	کسی شخص کو من مانے طور پر گرفتار، نظر بند، یا جلاوطن نہیں کیا جائے گا۔
دفعہ - 10	ہر شخص کو یکساں طور پر حق حاصل ہے کہ اس کے حقوق وفرائض کے تعین یا اس کے خلاف کسی عائد کردہ جرم کے فیصلے کے بارے میں اسے ایک آزاد اور غیر جانب دار عدالت میں کھلی اور منصفانہ سماعت کا موقع ملے۔
دفعہ - 11	(1) ایسے ہر شخص کو جس پر کوئی فوجداری الزام عاید کیا جائے، اس وقت تک بے گناہ شمار کیے جانے کا حق ہے جب تک کہ اس پر کھلی عدالت میں قانون کے مطابق جرم ثابت نہ ہو جائے اور اسے اپنی صفائی پیش کرنے کا پورا موقع اور تمام ضمانتیں نہ دی جاسکی ہوں۔ (2) کسی شخص کو کسی ایسے فعل یا فروگزاشت کی بناء پر جو ارتکاب کے وقت قومی یا بین الاقوامی قانون کے اندر تعزیری جرم شمار نہیں کیا جاتا تھا، کسی تعزیری جرم میں ماخوذ نہیں کیا جائے گا، اور نہ ہی اسے کوئی ایسی سزا دی جائے گی جو جرم کے ارتکاب کے وقت کی مقرر کردہ سزا سے زائد ہو۔
دفعہ - 12	کسی شخص کی نجی زندگی، خانگی زندگی، گھر بار، خط و کتابت میں من مانے طریقے پر مداخلت نہ کی جائے اور نہ ہی اس کی عزت اور نیک نامی پر حملے کیے جائیں گے۔ ہر شخص کو ایسے حملے یا مداخلت سے قانونی تحفظ کا حق ہے۔
دفعہ - 13	(1) ہر شخص کو اپنی ریاست کی حدود کے اندر نقل و حرکت کرنے اور کہیں بھی سکونت اختیار کرنے کی آزادی کا حق ہے۔ (2) ہر شخص کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ کسی ملک سے چلا جائے چاہے یہ ملک اس کا اپنا ہو اور اسی طرح اسے اپنے ملک میں واپس آجانے کا بھی حق ہے۔
دفعہ - 14	(1) ہر شخص کو عقیدے کی بنا پر ایذا رسانی سے بچنے کے لیے دوسرے ملکوں میں پناہ حاصل کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔ (2) یہ حق ان عدالتی کاروائیوں سے بچنے کے لیے استعمال میں نہیں کیا جاسکتا جو خالصتاً غیر سیاسی جرائم یا ایسے افعال کی وجہ سے عمل میں آتی ہیں جو اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف ہیں۔
دفعہ - 15	(1) ہر شخص کو قومیت کا حق ہے۔ (2) کوئی شخص محض من مانے طور پر قومیت سے محروم نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی اس کو اپنی قومیت تبدیل کرنے کا حق دینے سے انکار کیا جائے گا۔
دفعہ - 16	(1) بالغ مردوں اور عورتوں کو بغیر ایسی پابندی کے جو نسل، قومیت، یا مذہب کی بنا پر لگائی جائے شادی بیاہ کرنے اور گھر بسانے کا حق ہے۔ مردوں اور عورتوں کو نکاح، ازواجی زندگی اور نکاح کو فسخ کرنے کے معاملے میں برابر کے حقوق حاصل ہیں۔ (2) نکاح فریقین کی پوری آزادی اور رضامندی سے ہوگا۔ (3) خاندان، معاشرے کی فطری اور بنیادی اکائی ہے اور وہ معاشرے اور ریاست دونوں کی طرف سے حفاظت کا حقدار ہے۔
دفعہ - 17	(1) ہر انسان کو تنہا یا دوسروں سے مل کر جائیداد رکھنے کا حق ہے۔ (2) کسی شخص کو زبردستی اس کی جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا۔
دفعہ - 18	ہر انسان کو آزادی فکر، آزادی ضمیر اور آزادی مذہب کا پورا حق ہے۔ اس حق میں مذہب اور عقیدے کو تبدیل کرنے اور اجتمائی یا انفرادی طور پر خاموشی یا کھلے بندوں اپنے عقیدے کی تبلیغ، اس پر عمل، اور اس کی عبادات اور رسومات پوری کرنے کی آزادی بھی شامل ہے۔

دفعہ - 19	ہر شخص کو اپنی رائے رکھنے اور اظہار رائے کی آزادی کا حق حاصل ہے۔ اس حق میں یہ امر بھی شامل ہے کہ وہ آزادی کے ساتھ اور بلا کسی قسم کی مداخلت کے اپنی رائے پر قائم رہے اور جس ذریعے سے چاہے اور ملکی سرحدوں کے حائل ہوئے بغیر معلومات اور خیالات کا حصول اور ان کی ترسیل کرے۔
دفعہ - 20	(1) ہر شخص کو پرامن طریقے سے ملنے جلنے اور انجمنیں قائم کرنے کی آزادی کا حق ہے۔ (2) کسی شخص کو کسی انجمن میں شامل ہونے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔
دفعہ - 21	(ا) ہر شخص کو اپنے ملک کی حکومت میں براہ راست یا آزادانہ طور پر منتخب کیے ہوئے نمائندوں کے ذریعے حصہ لینے کا حق ہے۔ (2) ہر شخص کو اپنے ملک میں سرکاری ملازمت حاصل کرنے کا برابر کا حق ہے۔ (3) عوام کی مرضی حکومت کے اقتدار کی بنیاد ہوگی۔ یہ مرضی وقتاً فوقتاً ایسے حقیقی انتخابات کے ذریعے ظاہر کی جائے گی جو عام اور مساوی رائے دہندگی کی بنیاد پر ہوں گے اور جو خفیہ ووٹ یا اس کے مماثل کسی دوسرے آزادانہ طریقہ رائے دہندگی کے مطابق عمل میں آئیں گے۔
دفعہ - 22	معاشرے کے رکن کی حیثیت سے ہر شخص کو معاشرتی تحفظ کا حق حاصل ہے اور یہ حق بھی وہ ملک کے نظام اور وسائل کے مطابق قومی کوشش اور بین الاقوامی تعاون سے ایسے اقتصادی، معاشرتی اور ثقافتی حقوق کو عملاً حاصل کرے، جو اس کی عزت اور شخصیت کی آزادانہ نشوونما کے لیے لازم ہیں۔
دفعہ - 23	(1) ہر شخص کو کام کاج، روزگار کے آزادانہ انتخاب، کام کاج کی مناسب و معقول شرائط اور بے روزگاری کے خلاف تحفظ کا حق ہے۔ (2) ہر شخص کو کسی تفریق کے بغیر مساوی کام کے لیے مساوی معاوضے کا حق ہے۔ (3) ہر شخص جو کام کرتا ہے وہ ایسے مناسب و معقول مشاہرے کا حق رکھتا ہے جو خود اس کے اور اس کے اہل وعیال کے لیے باعزت زندگی کا ضامن ہو اور جس میں اگر ضروری ہو تو معاشرتی تحفظ کے دوسرے ذریعوں سے اضافہ کیا جاسکے۔ (4) ہر شخص کو اپنے مفاد کے بچاؤ کے لیے تجارتی انجمنیں، (ٹریڈ یونین) قائم کرنے اور اس میں شریک ہونے کا حق حاصل ہے۔
دفعہ - 24	ہر شخص کو آرام اور فرصت کا حق ہے جس میں کام کے گھنٹوں کی حد بندی اور تنخواہ کے ساتھ مقررہ وقفوں پر تعطیلات میں شامل ہیں۔
دفعہ - 25	(1) ہر شخص کو اپنی اور اپنے اہل وعیال کی صحت اور فلاح و بہبود کے لیے مناسب معیار زندگی کا حق ہے جس میں خوراک، پوشاک، مکان اور علاج کی سہولتیں اور دوسری ضروری معاشرتی مراعات، اور بیروزگاری، بیماری، معذوری، بیوگی، بڑھاپا اور ان حالات میں روزگار سے محرومی جو اس کے قبضۂ قدرت سے باہر ہوں، کے خلاف تحفظ کا حق شامل ہے۔ (2) زچہ اور بچہ خاص توجہ اور امداد کے حق دار ہیں۔ تمام بچے خواہ وہ شادی کے بغیر پیدا ہوئے ہوں یا شادی کے بعد، معاشرتی تحفظ سے یکساں طور پر مستفید ہوں گے۔
دفعہ - 26	(1) ہر شخص کو تعلیم کا حق ہے۔ تعلیم کم سے کم ابتدائی اور بنیادی درجوں میں مفت ہوگی۔ ابتدائی تعلیم لازمی ہوگی۔ فنی اور پیشہ ورانہ تعلیم حاصل کرنے کا عام انتظام کیا جائے گا اور لیاقت کی بنا پر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا سب کے لیے مساوی طور پر ممکن ہوگا۔ (2) تعلیم کا مقصد انسانی شخصیت کی پوری نشوونما ہوگا اور وہ انسانی حقوق اور بنیادی آزادیوں کے احترام میں اضافہ کرنے کا ذریعہ ہوگی۔ وہ تمام قوموں اور نسلی یا مذہبی گروہوں کے درمیان باہمی مفاہمت، رواداری اور دوستی کو ترقی دے گی اور امن کو برقرار رکھنے کے لیے اقوام متحدہ کی سرگرمیوں کو آگے بڑھائے گی۔ (3) والدین کو اس بات کے تصفیہ کا اولین حق ہے کہ ان کے بچوں کو کس قسم کی تعلیم دی جائے گی۔
دفعہ - 27	(1) ہر شخص کو قوم کی ثقافتی زندگی میں آزادانہ حصہ لینے، فنون لطیفہ سے مستفید ہونے اور سائنس کی ترقی اور اس کے فوائد میں شرکت کا حق حاصل ہے۔ (2) ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ اس کے ان اخلاقی اور مادی مفادات کا تحفظ کیا جائے جو اسے ایسی سائنسی، فنی یا ادبی تصنیف سے، جس کا وہ مصنف ہے، حاصل ہوتے ہیں
دفعہ - 28	ہر شخص ایسے معاشرتی اور بین الاقوامی نظام کا حقدار ہے جس میں وہ تمام آزادیاں اور حقوق حاصل ہوسکیں جو اس اعلان میں شامل ہیں۔
دفعہ - 29	(1) ہر شخص پر معاشرے کے حق ہیں کیونکہ معاشرے میں رہ کر اس کی شخصیت کی آزادانہ اور پوری نشوونما ممکن ہے۔ (2) اپنی آزادیوں اور حقوق سے فائدہ اٹھانے میں ہر شخص صرف ایسی حدود کا پابند ہوگا جو دوسروں کی آزادیوں اور حقوق کو تسلیم کرانے اور ان کا احترام کرانے کی غرض سے اور ایک جمہوری نظام میں اخلاق، امن عامہ اور عام فلاح و بہبود کے مناسب لوازمات کو پورا کرنے کے لیے قانون کی طرف سے عائد کی گئی ہوں۔ (3) یہ حقوق اور آزادیاں کسی حالت میں بھی اقوام متحدہ کے مقاصد اور اصولوں کے خلاف عمل میں نہیں لائی جاسکتیں۔
دفعہ - 30	اس اعلان کی کسی چیز سے کوئی ایسی بات مراد نہیں لی جاسکتی جس سے کسی ملک، گروہ یا شخص کو کسی ایسی سرگرمی میں مصروف ہونے یا کسی ایسے کام کو انجام دینے کا حق پیدا ہو جس کا منشا ان حقوق اور آزادیوں کی نفی ہو جو یہاں پیش کی گئی ہیں۔

Human Rights Commission of Pakistan
جہدِ حق
Monthly JEHD-E-HAQ

ایذا رسانی کے متاثرین سے یکجہتی کا عالمی دن

اسلام آباد، 26 جون:

ایچ آر سی پی نے ایذا رسانی کے متاثرین کے ساتھ یکجہتی کے
عالمی دن کے موقع پر ایذا رسانی کے خلاف پرامن احتجاجی مظاہرہ نکالا

اظہارِ لاتعلقی: براہِ مہربانی نوٹ کرلیں کہ فریڈرک نومان فاؤنڈیشن فار فریڈم (ایف این ایف) کا جہدِ حق کے مَتن سے مُتفق ہونا ضروری نہیں۔ لہٰذا، جہدِ حق میں شامل مواد و خیالات کی ذِمہ داری کسی طور پر بھی ایف این ایف پر عائد نہیں کی جاسکتی۔
اظہارِ تشکّر: جہدِ حق کی اشاعت کے لیے فریڈرک نومان فاؤنڈیشن فار فریڈم (ایف این ایف) نے مالی معاونت کی ہے جس کے لیے ایچ آر سی پی، ایف این ایف کا انتہائی مشکور ہے۔

پبلشر: ندیم فاضل: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
"ایوان جمہور" 107۔ ٹیپو بلاک، نیوگارڈن ٹائون، لاہور
فون: 35838341-35864994 فیکس: 35883582
ای میل hrcp@hrcp-web.org ویب سائٹ: www.hrcp-web.org
پرنٹر: مکتبہ جدیدپریس، 14ایمپرس، لاہور Registered No. LRL-15